المواهب اللدنية للقسطلانیؒ۔ منہج واسلوب

ثمینہ سعدیہ*

نویں اور دسویں ہجری میں لکھی جانے والی کتبِ سیرت میں سے علامہ مقریزی کی امتاع الأسماع، علامہ یحیی بن ابوبکر العامری کی بھجة المحافل، علامہ سیوطی کی الخصائص الکبریٰ، علامہ قسطلانی (الف) کی المواهب اللدنیه، علامہ شامی کی سبل الھدیٰ اور علامہ دیار بکری کی تاریخ الخمیس شامل ہیں۔

اس دور کی تمام کتبِ سیرت میں سے "المواهب الدنیه" کو سب سے زیادہ مقبولیت حاصل ہوئی۔ یہ واحد کتاب ہے جس کی شروح وتعلیقات اور حواشی لکھے گئے۔ یہ کتاب نہ تو مختصر ہے اور نہ ہی بہت طویل۔ علامہ قسطلانی نے اعتدال اور جامعیت کے پہلو کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ کتاب لکھی ہے۔

المواهب اللدنیه کی امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ یہ محدثین اور اہلِ سیر کی روایات کا حسین امتزاج ہے۔ اس لیے کہ آپ نہ صرف محدّث تھے بلکہ عظیم سیرت نگار بھی تھے۔ علمِ حدیث میں جہاں ان کی سب سے بڑی خدمت "ارشاد الساری شرح صحیح بخاری" ہے وہاں سیرت میں ان کی نمایاں خدمت "المواهب اللدنیه بالمنح المحمدیه" ہے۔ جس کی تالیف میں محدثین اور اہلِ سیر دونوں کی روایات سے بھرپور استفادہ کیا گیا ہے۔ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض واقعات میں محدثین کی روایت کو ترجیح دیتے ہیں اور بعض میں اہلِ سیر کی روایات کو۔

علامہ قسطلانی نے سیرت نگاری میں جس تحقیقی منہج کو اختیار کیا ہے اس کو درج ذیل نکات کے تحت بیان کیا جاتا ہے۔

۱۔ روایت کی ترجیح وتردید کا معیار
۲۔ متعارض ومتناقض روایات میں جمع وتطبیق
۳۔ شواہدِ حدیث (حدیث کی تقویت دوسری حدیث سے)
۴۔ کثرتِ طرق کی بناء پر حدیث کی تقویت
۵۔ روایات میں ابہام کا ازالہ

* اسسٹنٹ پروفیسر، شیخ زاید اسلامک سنٹر، پنجاب یونیورسٹی لاہور، پاکستان

۶۔ راویوں کی جرح وتعدیل

(ا) روایت کی ترجیح وتردید کا معیار

المواہب اللدنیہ کے مطالعہ کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ مؤلف نے سیرتِ نبویہؐ کی تالیف میں سب سے زیادہ کتبِ احادیث سے استفادہ کیا ہے جن میں صحاح واسانید اور سنن کے تقریباً تمام مجموعے شامل ہیں۔

نبی اکرم ﷺ کے معجزات وخصائص، اخلاق وعادات اور عبادات ومعاملات سے متعلق روایات واحادیث زیادہ تر محدثین ہی سے نقل کی ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت، مکی ومدنی زندگی اور غزوات کی تفصیلات کے لیے سیرت نبویہؐ کے بنیادی ماخذوں، سیرت ابنِ اسحاق، طبقات ابنِ سعد، تاریخ طبری، واقدی کی کتاب المغازی اور دیگر کتبِ سیرت سے استفادہ کرنے کے علاوہ آپ نے کتبِ احادیث سے بھی بہت سی ایسی روایات لی ہیں جن کا تعلق غزواتِ نبویؐ سے ہے۔ سیرت نبویہؐ کے ہر واقعہ کے لیے اہلِ سیر کی روایات کے پہلو بہ پہلو محدثین کی روایات بھی لاتے ہیں اور موازنہ ومقارنہ کے بعد صحیح روایت کی نشاندہی کرتے ہیں۔

مثلاً فتحِ مکہ کے بارے میں امام واقدی کی روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ ۸ ہجری رمضان کی دس راتیں گزرنے کے بعد بدھ کے روز عصر کے بعد نکلے۔ (۱) امام احمد کی روایت کے مطابق: رمضان کی دو راتیں گزرنے کے بعد نکلے تھے۔ (۲) علامہ قسطلانی کے نزدیک واقدی کی روایت قوی نہیں اس لیے کہ اس کی مخالف روایت زیادہ صحیح ہے۔ (۳)

ایک اور مقام پر واقدی کی روایت کو خلیفہ بن خیاط کی روایت پر ترجیح دی ہے۔ خلیفہ بن خیاط نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ھرقل کو خط سن پانچ ہجری میں روانہ کیا تھا۔ (۴) جبکہ واقدی کی روایت ہے کہ یہ خط سن چھ ہجری میں بھیجا گیا تھا۔ (۵) علامہ قسطلانی نے واقدی کی روایت کو درست قرار دیا ہے۔ (۶)

علامہ قسطلانی نے روایات کی ترجیح وتردید کے لیے جو طریقہء کار اختیار کیا ہے اس کی وضاحت درج ذیل نکات سے ہوتی ہے۔

(الف) صحیحین (بخاری ومسلم) کی روایات کو ترجیح:

روایات کی ترجیح وتردید کے ضمن میں علامہ قسطلانی کی سیرت نگاری کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ صحیحین کی روایات کو نہ صرف اہلِ سیر کی روایات پر بلکہ دیگر صحاح واسانید اور سنن کے مجموعوں کی روایات پر بھی ترجیح دیتے ہیں۔ بعض مواقع پر خود ترجیح دیتے ہیں اور بعض اوقات ابنِ حجر کا ترجیحی قول نقل کردیتے ہیں اس کی چند مثالیں درج ذیل ہیں۔

☆ غزوہ ذات الرقاع کی تاریخ کے بارے میں اہلِ سیر کے درمیان اختلاف ہے۔

ابنِ اسحاق کے نزدیک غزوہ ذات الرقاع چار ہجری ربیع الاوّل میں ہوا۔(۷) ابنِ سعد اور ابن حبان نے محرم پانچ ہجری کی تاریخ بتائی ہے۔(۸) ابو معشر کے نزدیک ذی القعدہ پانچ ہجری میں وقوع پذیر ہوا۔(۹) جبکہ امام بخاری کے نزدیک غزوۂ ذات الرقاع غزوہ خیبر کے بعد ہوا۔(۱۰)

علامہ قسطلانی اس تضاد کے حل کے لیے 'فتح الباری' سے ابنِ حجر کی رائے نقل کرتے ہیں:

''یہ تردّد لاحاصل ہے۔اصل بات یہ ہے کہ یہ غزوہ، غزوہ بنی قریظہ کے بعد ہوا۔ کیونکہ صلوٰۃ الخوف غزوہ خندق میں مشروع نہیں ہوئی تھی۔ یہ بات ثابت شدہ ہے کہ صلوٰۃ الخوف غزوہ ذات الرقاع میں مشروع ہوئی تھی۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ غزوہ، غزوہ خندق کے بعد وقوع پذیر ہوا۔ نیز امام بخاری کے اس قول ''وھی بعد خیبر'' کے بارے میں کہا ہے کہ ابوموسیٰ غزوہ خیبر کے بعد آئے تھے اور غزوہٗ ذات الرقاع میں شریک تھے۔ لہٰذا اس سے یہ لازم آتا ہے کہ یہ غزوہٗ، غزوہٗ خیبر کے بعد وقوع پذیر ہوا۔

پھر لکھتے ہیں کہ:

دمیاطی نے حدیثِ صحیح کے غلط ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔جمیع اہلِ سیر اس حدیث کے مخالف ہیں اور غزوہ ذات الرقاع کی تاریخ کے بارے میں آپس میں مختلف ہیں۔تو اس صورت میں جو چیز حدیثِ صحیح سے ثابت ہے اس پر اعتماد کرنا اولیٰ ہے۔''(۱۱)

☆ غزوہ ذی قرد کے بارے میں امام بخاری و مسلم کی رائے ہے کہ یہ غزوہ، غزوہ خیبر سے تین دن پہلے وقوع پذیر ہوا تھا۔(۱۲) علامہ قسطلانی نے امام مغلطائی کے حوالے سے لکھا ہے کہ یہ رائے جمیع اہلِ سیر کے خلاف ہے۔(۱۳)

قرطبی شارح مسلم کے مطابق، اہلِ سیر کا اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ یہ غزوہ حدیبیہ سے قبل واقع ہوا تھا۔(۱۴) علامہ قسطلانی نے حتمی رائے ابنِ حجر کی نقل کی ہے کہ:

''غزوہ ذی قرد کی جو تاریخ حدیثِ صحیح میں مذکور ہے وہ زیادہ صحیح ہے اس تاریخ سے جو اہلِ سیر نے بیان کی ہے۔''(۱۵)

☆ ''المدوّنہ'' میں مذکور ہے، بے شک اوّل شخص جس نے عیدین کی نماز میں منبر پر لوگوں سے خطاب کیا وہ عثمان بن عفان تھے۔آپ نے ان سے مٹی سے بنے ہوئے منبر پر کلام کیا جسےکثیر بن صلت نے تعمیر کیا تھا،(۱۶) جبکہ

صحیحین کی روایت کے مطابق مروان نے سب سے پہلے منبر پر لوگوں سے خطاب کیا۔(۱۷)
علامہ قسطلانی نے ''المدوّنہ'' کی روایت کو معضل قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ صحیحین کی روایت زیادہ صحیح ہے۔(۱۸)

☆ ابنِ اسحاق نے وفد بنی حنیفہ کے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے کا واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ جب وفد بنی حنیفہ آیا تو انہوں نے مسیلمہ کو اپنے سامان کی حفاظت کے لیے چھوڑ دیا اور خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے۔(۱۹)

اس روایت کے مطابق :مسیلمۃ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں ملا تھا۔

اس کے برعکس صحیحین کی حدیث میں ہے کہ مسیلمۃ کذّاب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اگر آپؐ اپنے بعد میرے لیے امرِ نبوّت کو مقرر کردیں تو میں آپؐ کی اتباع کروں گا۔مسیلمۃ کے ساتھ اس کے قبیلے کے بہت سے لوگ آئے تھے۔نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس وقت ثابت بن قیس بن شماس تھے۔نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں کھجور کی شاخ کا ایک ٹکڑا تھا۔آپ مسیلمۃؐ کے پاس اس کی قوم میں کھڑے ہوئے اور فرمایا اگر تو مجھ سے کھجور کی شاخ کا یہ ٹکڑا طلب کرتا تو میں تجھ کو نہ دیتا اور تجھ میں اللہ تعالیٰ کا حکم تجاوز نہ کرے گا اور اگر تو امرِ حق کی مخالفت کرے گا تو اللہ تعالیٰ تجھے ہلاک کردے گا۔''(۲۰)

صحیحین کی اس روایت کے مطابق مسیلمہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا تھا۔

علامہ قسطلانی لکھتے ہیں:

> ''اگر تم اعتراض کرو کہ ابن اسحاق کی خبر کے مطابق مسیلمہ آپؐ سے نہیں ملا تھا اور اپنی قوم کے کجاووں کی حفاظت میں رہا، یہ روایت اس حدیثِ صحیح سے کیونکر متعارض ہوگئی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسیلمہ سے ملے تھے اور آپؐ نے اس سے خطاب کیا تھا۔اس کا جواب یہ ہے کہ حدیثِ صحیح کو اختیار کرنا اولیٰ ہے۔''(۲۱)

☆ غزوہ سیف البحر میں مسلمانوں کی تعداد تین سو تھی جیسا کہ صحیحین میں مذکور ہے۔(۲۲) لیکن نسائی کی روایت کے مطابق ۱۰ سے کچھ اوپر تھی۔(۲۳)

علامہ قسطلانی کے مطابق، زیادہ تعداد (تین سو) جبکہ وہ صحیح بھی ہے تو اسے اختیار کرنا واجب ہے۔(۲۴)

☆ سنن ترمذی میں حضرت انسؓ سے مروی ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا رمضان کے بعد کون سے روزے افضل ہیں۔آپؐ نے فرمایا: شعبان، تعظیمِ رمضان کی وجہ سے۔(۲۵)

صحیح مسلم کی حدیث اس کے معارض ہے۔جس کے مطابق رمضان کے بعد افضل روزے محرم کے روزے

ہیں۔(۲۶)

علامہ قسطلانی نے صحیح مسلم کی روایت کو اولیٰ قرار دیا ہے۔(۲۷)

☆ سریہ عبداللہ بن عتیک کا ذکر کرتے ہوئے مؤلف لکھتا ہے:

''وہ سریہ جو آپؐ نے ابورافع یہودی کو قتل کرنے کے لیے بھیجا اس سریہ میں چار صحابہ شامل تھے۔''(۲۸)

محمد بن سعد کی روایت کے مطابق: عبداللہ بن انیس نے ابورافع کو قتل کیا۔(۲۹) جبکہ صحیح بخاری کی روایت کے مطابق عبداللہ بن عتیک اکیلے نے اسے قتل کیا۔(۳۰)

علامہ قسطلانی نے صحیح بخاری کی روایت کو درست قرار دیا ہے۔(۳۱)

(ب) اہلِ سیر کی روایات کو محدثین کی روایات پر ترجیح:

علامہ قسطلانی گو کہ محدثین کی روایات کو اہلِ سیر کی روایات پر ترجیح دیتے ہیں لیکن بعض ایسی روایات جن میں محدثین اور اہلِ سیر کے درمیان اختلاف ہے آپ نے اہلِ سیر کی روایات کو ترجیح دی ہے۔ جو اس بات کی دلیل ہے کہ آپ روایات کو یوں ہی قبول نہیں کر لیتے بلکہ تحقیق وتفتیش کے بعد صحیح روایت کو لیتے تھے۔

☆ جمیع اہل سیر کے مطابق غزوہ بدر کے موقع پر تقریر سعد بن معاذؓ نے کی تھی۔(۳۲) جبکہ صحیح مسلم کی روایت ہے کہ یہ تقریر سعد بن عبادۃؓ نے کی تھی۔(۳۳) علامہ قسطلانی نے ابن سید الناس کے حوالے سے لکھا ہے:

''امام مسلم نے اپنی روایت میں لکھا ہے کہ یہ الفاظ سعد بن عبادۃؓ نے کہے تھے جبکہ یہ الفاظ سعد بن معاذؓ سے معروف ہیں، جیسا کہ ابنِ اسحاق نے اس کو روایت کیا ہے۔(۳۴)

☆ غزوہ بدر میں کفار کے ساتھ مبارزت میں حضرت حمزہؓ عتبہ کے مقابلے میں، حضرت عبیدہ بن جراحؓ شیبہ کے مقابلے میں اور حضرت علیؓ ولید کے مقابلے میں نکلے۔ یہ اہلِ سیر کی روایت ہے۔(۳۵) لیکن سنن ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ حضرت عبیدہؓ نے ولید کا اور حضرت علیؓ نے عتبہ کا مقابلہ کیا۔(۳۶)

علامہ قسطلانی نے اس موقع پر اہلِ سیر کی روایت کو قبول کیا ہے۔ علامہ ابنِ حجر کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''سنن ابوداؤد کی روایت اگرچہ صحیح ترین ہے۔ لیکن جو کچھ سیرت کی کتابوں میں مذکور ہے کہ حضرت علیؓ نے ولید کا مقابلہ کیا وہ مشہور بھی ہے اور لائقِ مقام بھی۔ اس لیے کہ عبیدہ اور شیبہ دونوں بوڑھے تھے جیسے کہ عتبہ اور حمزہ دونوں بوڑھے تھے۔ اس کے برخلاف حضرت علیؓ اور ولید دونوں جواں تھے۔(۳۷)

ابنِ اسحاق نے غزوہ خیبر کی تاریخ محرم سات ہجری بتائی ہے۔ (۳۸) جبکہ امام مالک اور ابنِ حزم نے سن چھ ہجری کا آخر قرار دیا ہے۔ (۳۹) علامہ قسطلانی نے ابنِ حجر کے قول کو اختیار کرتے ہوئے ابنِ اسحاق کی روایت کو راجح قرار دیا ہے۔ (۴۰)

(ج) محدّثین کی خلافِ قرائن وقیاس روایات کی تردید:

علامہ قسطلانی جہاں بعض روایات کو بعض پر ترجیح دیتے ہیں وہاں بہت سی خلافِ قرائن و قیاس روایات کی نشاندہی بھی کرتے ہیں۔

امام ابوداؤد نے ابوبکرہؓ سے ایک حدیث نقل کی ہے کہ انہوں نے نبی اکرمؐ کے ساتھ نمازِ خوف ادا کی تھی۔ (۴۱)

علامہ قسطلانی نے ابن حجر کے حوالہ سے لکھا ہے:

''حالانکہ اس بات پر اتفاق ہے کہ ابوبکرة غزوة الطائف کے بعد ایمان لائے تھے اور صلوٰة الخوف غزوہ ذات الرقاع میں پہلی دفعہ پڑھی گئی ہے اور غزوہ ذات الرقاع غزوہ خیبر کے بعد وقوع پذیر ہوا تھا۔'' (۴۲)

غزوہ تبوک کی تاریخ کے ضمن میں امام بخاری کی روایت کی تردید کرتے ہوئے لکھا ہے:

''یہ غزوہ بلا اختلاف ہجرت کے نویں سال رجب کے مہینے میں وقوع پذیر ہوا۔ لیکن امام بخاری نے اسے حجة الوداع کے بعد ذکر کیا ہے۔ شاید یہ ناسخ کی خطا ہے۔'' (۴۳)

امام نسائی نے حضرت جابرؓ سے ایک حدیث نقل کی ہے: ''نبی اکرم ﷺ جب عمرة الجعرانہ سے واپس آئے تو حضرت ابوبکرؓ کو حج پر بھیجا۔'' (۴۴) علامہ قسطلانی کے مطابق:

''اس سیاق میں غرابت اس اعتبار سے ہے کہ عمرة الجعرانہ کے سال امیر الحج عتاب بن اسید تھے۔ جہاں تک ابوبکرؓ کا تعلق ہے تو وہ نو ہجری میں امیر الحج تھے۔'' (۴۵)

علامہ قسطلانی نے حضرت عائشہؓ کی ایک روایت نقل کی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''جب مجھے آسمان کی جانب لے جایا گیا تو میں جنت کے درختوں میں سے ایک درخت کے پاس کھڑا ہو گیا۔ میں نے جنت میں اس سے بہتر درخت نہیں دیکھا اور نہ اس سے زیادہ سفید، نہ اس کے پھلوں جیسا کوئی پاکیزہ پھل۔ میں نے اس کے پھلوں میں سے ایک پھل تناول کیا۔ اس سے ایک نطفہ میری صلب میں گیا۔ پس جب میں زمین کی طرف آیا تو میں نے حضرت خدیجہؓ کو

حضرت فاطمہؓ سے حمل پایا۔''(۴۶)

یہ حدیث خلافِ قرائن ہے۔ اس لیے کہ علامہ قسطلانی کے مطابق: اس میں یہ تصریح ہے کہ اسراء حضرت فاطمہؓ کی ولادت سے قبل ہوا تھا۔ جبکہ حضرت فاطمہؓ نبوت سے سات سال قبل پیدا ہوئی تھیں اور اس میں کوئی شک نہیں کہ واقعہ اسراء نبوّت کے بعد ہوا تھا۔''(۴۷)

دارقطنی نے اپنی سنن میں ایک حدیث نقل کی ہے: حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے سب سے پہلے حضرت جعفر بن ابی طالب کے لیے حجامت کو ناپسند کیا۔ حضرت جعفرؓ نے روزے کی حالت میں پچھنے لگوائے ہوئے تھے۔ آپؐ نے انہیں افطار کرنے کا حکم دیا۔ پھر بعد میں آپؐ نے روزہ دار کے لیے پچھنے لگوانے کی اجازت دے دی اور حضرت انسؓ روزے کی حالت میں پچھنے لگواتے تھے۔''(۴۸)

علامہ قسطلانی کے مطابق ''اس حدیث کے تمام راوی بخاری کے رواۃ سے ہیں لیکن متن حدیث میں نکارت اس وجہ سے ہے کہ یہ واقعہ فتح مکہ کے زمانہ میں پیش آیا جبکہ حضرت جعفرؓ اس سے پہلے شہید ہوگئے تھے۔(۴۹)

(د) اہلِ سیر کی خلافِ قرائن وقیاس روایات کی تردید:

علامہ قسطلانی نے اہلِ سیر کی کئی روایات کی اس بناء پر تردید کی کہ وہ قرائن کے خلاف تھیں۔ اس کی چند مثالیں درج ذیل ہیں:۔

ابنِ اسحاق وابنِ سعد کے مطابق: پہلی عورت جو حضرت خدیجہؓ کے بعد مسلمان ہوئی وہ ام الفضل زوجہ حضرت عباسؓ ہیں اور اسماء بنت ابوبکر اور عائشہؓ ہیں۔(۵۰)

علامہ قسطلانی، امام مغلطائی کے حوالے سے اس کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''یہ وہم ہے۔ اس لیے کہ حضرت عائشہؓ اس وقت تک پیدا ہی نہیں ہوئی تھیں تو وہ ایمان کیسے لاتیں۔ آپؓ کی ولادت نبوّت کے چوتھے سال ہوئی تھی۔''(۵۱)

غزوۂ سیف البحر جو قبیلہ ارض جھینیہ کی طرف بھیجا گیا تھا اس کی تاریخ ابنِ سعد نے آٹھ ہجری بتائی ہے۔(۵۲)

علامہ قسطلانی کے مطابق: ''یہ قول محلِّ نظر ہے۔ اس لیے کہ اس مدت (۸ہجری) کے دوران قریشی قافلوں کو لوٹنا ناممکن تھا وہ مسلح حالت میں تھے۔ پس صحیح یہ ہے کہ یہ غزوہ چھ ہجری سے قبل کا ہے۔(۵۳)

قاضی عیاض کے مطابق نبی اکرم ﷺ کی ولادت سے قبل محمد نام کے چھ لوگ تھے۔ ان ناموں میں انہوں

نے محمد بن مسلمہ کا نام بھی شمار کیا ہے۔(۵۴) علامہ قسطلانی کے مطابق: یہ درست نہیں کیونکہ محمد بن مسلمہ انصاری نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے بیس سال بعد پیدا ہوئے تھے۔(۵۵)

ابن الاثیر نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے: زکوٰۃ ۹ھ میں فرض ہوئی تھی۔(۵۶)

علامہ قسطلانی کے مطابق: ابن الاثیر کا یہ قول محلّ نظر ہے۔ اس لیے کہ ضمام بن ثعلبہ کی حدیث، حدیثِ وفد عبدالقیس اور ابوسفیان کی ھرقل کے ساتھ بات چیت ۷ھ کے اوائل میں ہوئی تھی۔(ان تمام احادیث میں زکوٰۃ کا ذکر ہے) ابوسفیان نے ھرقل سے کہا تھا کہ ''وہ ہمیں زکوٰۃ کا حکم دیتے ہیں۔''(۵۷)

(ہ) آپؐ کے قیام اللیل سے متعلق روایت میں حضرت عائشہؓ کے قول کو دیگر صحابہ کرامؓ کے اقوال پر ترجیح:

آپؐ رات کی نماز میں کتنی رکعت پڑھا کرتے تھے اس بارے میں مختلف روایات ہیں۔ حضرت ابنِ عباسؓ کی حدیث جسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔ اس کے مطابق آپؐ نے ۱۳ رکعتیں پڑھیں۔(۵۸) جبکہ مسلم کی ایک اور روایت جو ابنِ عباس سے مروی ہے میں ۶ رکعت کی تعداد مروی ہے۔(۵۹)

حضرت عائشہؓ کی حدیث میں گیارہ رکعت کی تعداد مذکور ہے۔(۶۰)

مؤلف علامہ ابن القیم کے حوالے سے لکھتے ہیں:

> ''جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے رات کے قیام کے بارے میں ابنِ عباسؓ اور عائشہؓ کے درمیان اختلاف ہوجائے تو عائشہؓ کے قول کو اختیار کیا جائے گا کیونکہ وہ تمام لوگوں میں سے سب سے زیادہ آپؐ کے قیام اللیل کے متعلق جاننے والی ہیں۔''(۶۱)

رمضان میں آپؐ رات کو کتنی رکعت نماز پڑھا کرتے تھے۔ حضرت ابوسلمۃ نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز رمضان میں کیسی ہوتی تھی۔ فرماتی ہیں: رمضان اور اس کے علاوہ میں گیارہ رکعت سے زیادہ نہ پڑھتے تھے۔''(۶۲)

جبکہ ابن ابی شیبہ نے حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت کیا ہے: آپؐ رمضان میں بیس رکعت اور وتر پڑھا کرتے تھے۔(۶۳)

علامہ قسطلانی کے مطابق: اس حدیث کی اسناد ضعیف ہیں اور یہ حدیث عائشہؓ کی حدیث کے معارض ہے اور عائشہؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے رات کے احوال سے دوسروں کی نسبت زیادہ واقف ہیں۔(۶۴)

(ز) سفر کے احوال سے متعلق ابنِ عمرؓ کی روایت کو حضرت عائشہؓ کی روایت پر ترجیح:۔

سفر میں آپ کی نفل نماز کا ذکر کرتے ہوئے علامہ قسطلانی نے ابنِ عمرؓ کی حدیث نقل کی ہے:

ابن عمرؓ فرماتے ہیں: ''میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکرؓ، عمرؓ اور عثمانؓ کے ساتھ سفر کیا۔ وہ سب سفر میں ظہر اور عصر کی دو دو رکعت پڑھتے تھے۔ اور ان دو رکعتوں سے پہلے بھی اور بعد میں بھی کوئی نماز نہ پڑھتے۔''(۶۵)

جبکہ عائشہؓ سے مروی ہے کہ:

''آپؐ ظہر سے پہلے اور بعد کی دو رکعت کبھی نہ چھوڑتے تھے۔''(۶۶)

علامہ قسطلانی کے مطابق: حضرت عائشہؓ کی اس حدیث میں اس بات کی صراحت نہیں ہے کہ آپؐ سفر میں بھی نہیں چھوڑتے تھے اور شاید کہ حضرت عائشہؓ نے آپؐ کے اکثر احوال جو اقامت سے متعلق تھے کے بارے میں خبر دی ہے اور مرد حضرات آپؐ کے سفر کے احوال سے عورتوں کی نسبت زیادہ واقف تھے۔(۶۷)

(ح) مثبت نفی پر مقدّم ہوتا ہے۔

بعض متعارض روایات ایسی ہوتی ہے کہ جن میں ایک روایت سے کسی مسئلہ کا مثبت پہلو مستنبط ہوتا ہے تو دوسری روایت سے اس مسئلے کا منفی پہلو نکلتا ہے۔ مؤلف نے ایسی متعارض روایات میں جس روایت سے مثبت پہلو نکلتا ہے اس کو اس روایت پر ترجیح دی ہے جس سے منفی پہلو نکلتا ہے۔ المواھب اللدنية میں اس کی چند مثالیں مذکور ہیں۔

☆ صحیح بخاری میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے:

''مارأيت رسول الله ﷺ مستجمعا قط ضاحكاحتى ارى لهواته انما كان يتبسم۔''(۶۸)

میں نے کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح قہقہہ لگا کر ہنستے نہیں دیکھا جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لھوات نظر آجائیں۔ بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکراتے تھے۔

جبکہ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے:

''فضحك رسول الله ﷺ حتى بدت نواجذه۔''(۶۹)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اتنا ہنسے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نواجذ (پچھلی داڑھیں) ظاہر ہوگئیں۔

علامہ قسطلانی کے مطابق: ''حضرت عائشہؓ نے روٴیت کی نفی کی ہے اور ابوھریرہؓ نے جس چیز کا مشاہدہ کیا ہے اس کی خبر دی ہے اور مثبت نفی پر مقدم ہوتا ہے۔''(۷۰)

☆ صحیحین میں حضرت انسؓ سے مروی ہے:

وکان اصحابه علیه السلام یصلون رکعتین قبل المغرب قبل ان یخرج الیهم ﷺ۔(۷۱)

اور آپ ﷺ کے اصحاب آپ ﷺ کے آنے سے پہلے مغرب کی دو رکعت نماز پڑھ لیتے تھے۔

مؤلف کے مطابق : اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ نمازِ مغرب کے بعد اور نمازِ مغرب سے پہلے دو رکعتوں پر صحابہ کرامؓ کا عمل تھا۔ یہ استحباب پر دلالت کرتا ہے۔ جہاں تک یہ مروی ہے کہ آپؐ نے یہ دو رکعتیں نہیں پڑھیں تو اس سے استحباب کی نفی نہیں ہوتی بلکہ یہ دلیل ہے اس بات کی کہ یہ سنّت نہیں ہے۔ ان دو رکعتوں کو امام احمد، امام اسحاق اور اصحاب حدیث نے مستحب کہا ہے۔(۷۲)

ابنِ عمرؓ سے مروی ہے:

مارأیت أحدا یصلیها علی عهده ﷺ عن الخلفاء الاربعة وجماعة من الصحابة انهم کانوالایصلونهما۔(۷۳)

میں نے نبی اکرم ﷺ اور خلفائے اربعہ کے زمانے میں کسی کو یہ دو رکعتیں پڑھتے نہیں دیکھا اور نہ ہی جماعتِ صحابہؓ میں سے کسی کو یہ دو رکعتیں پڑھتے دیکھا ہو۔

مؤلف کے مطابق ابنِ عمرؓ کے اس قول سے بعض مالکیہ نے ان دو رکعتوں کے نسخ کا دعوٰی کیا ہے۔ ان کے اس قول کی تردید کی گئی ہے۔ اس لیے کہ دعوٰی نسخ کی کوئی دلیل نہیں ہے اور روایت مثبت جو کہ حضرت انسؓ کی ہے وہ روایت نافی پر مقدم ہے اور روایت نافی ابنِ عمرؓ کی ہے۔(۷۴)

(ط) موضوع وباطل روایات کی تردید ونشاندہی:

''المواهب اللدنیه'' میں موضوع اور ضعیف احادیث کثیر تعداد میں موجود ہیں۔ بقول علامہ شبلی نعمانی ان کی تعداد ہزار تک پہنچ جاتی ہے۔(۷۵) نبی اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت، حقیقتِ محمدیہ ﷺ، قبر نبوی کی زیارت، حضرت عباسؓ کے فضائل میں اور دیگر کئی موضوعات کے تحت مؤلف نے موضوع احادیث سے استدلال کیا ہے۔ اور ان پر کوئی نقد وتبصرہ نہیں کیا۔

علاوہ ازیں بہت سی موضوع وباطل روایات کی انہوں نے نشاندہی کرتے ہوئے ان کی تردید بھی کی ہے۔ ان میں کچھ احادیث کا تذکرہ حسبِ ذیل ہے۔

أن الورد خلق من عرقه ﷺ أومن عرق البراق۔(۷۶)

بے شک گلاب کے پھول کو آپ ﷺ کے پسینے یا براق کے پسینے سے پیدا کیا گیا ہے۔

مؤلف کے مطابق: ہمارے شیخ سخاوی نے ''الاحادیث المشتہرۃ'' میں امام نووی کا قول نقل کیا ہے کہ یہ حدیث درست نہیں اور ابنِ حجر کے مطابق یہ حدیث موضوع ہے۔''(۷۷)

ابوالفرج النہروانی نے ''الجلیس الصالح'' میں حضرت انسؓ سے ایک حدیث نقل کی ہے:

لما عرج بی الی السماء بکت الارض من بعدی ۔۔۔ألامن أراد أن یشم رائحتی فلیشم الورد الاحمر۔(۷۸)

جب مجھے آسمان کی جانب لے جایا گیا تو زمین میرے بعد رو پڑی پس اس نے اپنی نباتات میں سے نصف اگایا۔ جب میں لوٹنے لگا تو میرے پسینے سے ایک قطرہ زمین پر گرا اور وہاں سرخ گلاب کا پھول اُگ آیا۔ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ میری خوشبو سونگھے تو اسے چاہیے کہ وہ سرخ گلاب کا پھول سونگھے۔

مؤلف کے مطابق: میں نے اس حدیث کا ذکر اس لیے کیا ہے تا کہ معلوم ہو جائے کہ یہ موضوع حدیث ہے۔''(۷۹)

علامہ بیہقی کی ایک حدیث ہے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: نبی اکرم ﷺ جب بھی جائے حاجت کے لیے تشریف لے جاتے تو میں آپؐ کے پیچھے آتی تو کچھ نہ دیکھتی سوائے اس کے کہ پاکیزہ خوشبو سونگھتی۔(۸۰)

علامہ قسطلانی نے لکھا ہے کہ یہ حدیث حسن بن علوان کی موضوع احادیث میں سے ایک ہے۔ میں نے اس کا ذکر اس لیے کیا ہے تا کہ معلوم ہو جائے کہ یہ موضوع حدیث ہے۔(۸۱)

ان الله لما خلق العقل قال له أقبل فأقبل ثم قال له أدبر فأدبر فقال و عزتی و جلالی ما خلقت خلقا أشرف منك فبك آخذ وبك أعطی۔(۸۲)

جب اللہ تعالی نے عقل کو پیدا کیا تو اس سے کہا کہ آگے بڑھ۔پس وہ آگے بڑھی۔ پھر اس سے کہا کہ پیچھے ہٹ۔تو وہ پیچھے ہٹ گئی۔تو اللہ نے فرمایا میری عزت اور جلال کی قسم میں نے تم سے زیادہ اشرف مخلوق پیدا نہیں کی۔پس تیری ہی وجہ سے میں لیتا ہوں اور تیری ہی وجہ سے عطا کرتا ہوں۔

علامہ قسطلانی ابنِ تیمیہ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ یہ حدیث باتفاق موضوع ہے۔(۸۳)

☆ حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

ان جبریل أطعمنی الهریسة ، یشدبها ظهری قیام اللیل۔(۸۴)

''مجھے جبریلؑ نے ہریسہ کھلایا تاکہ اس کے ذریعے میں رات کے قیام کے لیے قوت حاصل کروں۔'' یہ حدیث طبرانی کی اوسط میں ہے۔

اس حدیث کی سند میں ایک راوی محمد بن الحجاج اللخمی واضع حدیث ہے۔ اس نے اس حدیث کو وضع کیا ہے۔(۸۵)

☆ ایک اور حدیث علامہ قسطلانی نے صیغہء تمریض کے ساتھ نقل کی ہے:

الفقر فخری وبه افتخر۔(۸۶) فقر میرا فخر ہے اور اس کی وجہ سے میں فخر کرتا ہوں۔

مؤلف نے اس حدیث کی تردید میں ابنِ حجر کا قول نقل کیا ہے۔ ابنِ حجر کے مطابق:

"هو باطل موضوع"۔(۸۷) یہ حدیث باطل اور موضوع ہے۔

☆ حدیث الحمار کو مؤلف نے بحوالہ ابن الجوزی موضوع قرار دیا ہے۔(۸۸)

سنن ابن ماجہ میں حضرت انسؓ سے مروی ہے۔ نبی اکرمؐ مریض کی تین دن بعد عیادت کرتے تھے۔(۸۹)

مؤلف نے بحوالہ ابو حاتم اس حدیث کو باطل قرار دیا ہے۔(۹۰)

ان کے علاوہ مؤلف نے تقریباً اکیس مقامات پر موضوع روایات کی نشاندہی کرتے ہوئے انہیں باطل اور موضوع قرار دیا ہے۔(۹۱)

(ی) ضعیف روایات کی نشاندہی

المواهب اللدنيه میں ضعیف احادیث بکثرت ہیں۔ مؤلف نے ان ضعیف احادیث کی نشاندہی کی ہے اور ان کے ضعف کی وجہ بھی بیان کی ہے۔ ان ضعیف احادیث میں منکر، متروک، معضل، مدرج ہر درجے کی ضعیف احادیث ہیں۔ بعض احادیث شدید ضعف کی حامل ہیں۔

مؤلف نے عقیق کی انگوٹھی پہنے سے متعلق ضعیف احادیث کی نشاندہی کی ہے۔ مثلاً

تختموا بالعقيق واليمين أحق بالزينة)،(تختموا بالعقيق فانه مبارك(۹۲)

تم عقیق کی انگوٹھی پہنو اور دایاں ہاتھ زینت کا زیادہ حق دار ہے، تم عقیق کی انگوٹھی پہنو بیشک وہ باعث برکت ہوتی ہے۔

مؤلف نے ابن حجر کے حوالے سے لکھا ہے کہ یہ تمام احادیث غیر ثابت ہیں۔(۹۳)

ابنِ سعد اور ابنِ ابی شیبہ نے حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت کیا ہے:

''ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ رمضان کی ۱۸ تاریخ کو خیبر کی طرف نکلے۔'' (۹۴)

علامہ قسطلانی کے مطابق: اس حدیث کی اسناد حسن ہیں۔ لیکن راوی سے خطا ہوگئی ہے۔ شاید کہ آپ حنین کے لیے نکلے تھے۔ حدیث میں تصحیف ہوگئی ہے۔ اس کی توجیہ یہ ہے کہ غزوہ حنین، غزوہ الفتح کے فوراً بعد ہوا تھا اور غزوہ الفتح میں آپؐ رمضان میں نکلے تھے۔'' (۹۵)

مسند احمد اور سنن ابوداؤد میں عبداللہ بن ابوعامر الغسیل کی روایت ہے:

آپ نے ہر نماز کے لیے وضو کا حکم دیا ہے خواہ طاہر ہو یا غیر طاہر۔ (۹۶) پس جب یہ حکم گراں ہوا تو آپؐ نے ہر نماز کے لیے مسواک کا حکم دیا اور وضو کا حکم ہٹا دیا۔ سوائے حدث لاحق ہونے کے۔

مؤلف کے مطابق: اس حدیث کی سند میں محمد بن اسحاق راوی نے اس کو عنعن کے ذریعے روایت کیا اور وہ مدلس راوی ہے اور خصائص تو دلیلِ صحیح سے ہی ثابت ہوتے ہیں۔'' (۹۷)

امام بخاری اور مسلم کی روایت ہے حضرت انسؓ فرماتے ہیں:

آپؐ، ابوبکر اور عمر نماز کی ابتدا میں سورۃ فاتحہ پڑھتے تھے۔ (۹۸) مسلم کی روایت میں ہے۔ میں نے ان میں سے کسی کو بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھتے نہیں سنا۔ (۹۹)

مؤلف کے مطابق: لیکن یہ حدیث معلول ہے۔ حفاظ نے اسے معلول قرار دیا ہے جیسا کہ علوم الحدیث کی کتب میں ہے۔'' (۱۰۰)

علامہ قسطلانی نے صحیحین کے علاوہ باقی صحاح وسنن اور اسانید کے مجموعوں میں موجود ضعیف احادیث نقل کی ہیں۔ اکثر احادیث کے ضعف کو بھی بیان کر دیا ہے۔ حدیث کے مجموعوں کے علاوہ، سیرت اور تاریخ کی کتابوں سے لی گئی روایات پر بھی تنقید وتبصرہ کیا ہے۔ حدیث کے متن اور سند دونوں میں موجود ضعف کو بیان کیا ہے۔ علامہ قسطلانی نے جن مصادر وماخذ کی احادیث پر کلام کیا ہے ان کی فہرست ذیل میں نقل کی جاتی ہے۔ حاشیہ میں ''المواهب اللدنيه'' کے وہ صفحات نمبر بھی درج کیے جاتے ہیں جہاں ضعیف احادیث پر کلام کیا گیا ہے۔ یہ مصادر وماخذ درج ذیل ہیں۔

سنن ترمذی (۱۰۱)، سنن ابوداؤد (۱۰۲)، سنن ابن ماجہ (۱۰۳)، سنن نسائی (۱۰۴)، امام حاکم کی المستدرک (۱۰۵)، امام طبرانی کی معاجم ثلاثہ (۱۰۶)، مسند احمد بن حنبل (۱۰۷)، مسند بزار (۱۰۸)، مسند ابویعلی (۱۰۹)، دیلمی کی مسند الفردوس (۱۱۰)، سنن دارمی (۱۱۱)، مصنف ابن ابی شیبہ (۱۱۲)، مصنف عبدالرزاق (۱۱۳)، صحیح ابن حبان (۱۱۴)، مسند ابوداؤد طیالسی (۱۱۵)، مسند الشہاب (۱۱۶)، العسکری کی

الامثال (۱۱۷)، ابن عدی کی الکامل (۱۱۸)، ابو عبدالرحمٰن السلمی کی آداب الصحبۃ (۱۱۹)، امام طحاوی کی مشکل الاثار (۱۲۰)، عقیلی کی ضعفاء الرجال (۱۲۱)، علامہ بیہقی کی دلائل النبوۃ (۱۲۲)، ابونعیم کی دلائل النبوۃ، الطب النبویؐ اور فضل العالم العفیف (۱۲۳)، سیرت ابنِ اسحاق (۱۲۴)، طبقات ابن سعد (۱۲۵)، تاریخ طبری (۱۲۶)، واقدی کی کتاب المغازی (۱۲۷)، علامہ سرقسطی کی دلائل النبوۃ (۱۲۸)، ابنِ سبع کی شفاء الصدور (۱۲۹)، الغیلانیات (۱۳۰)، تفسیر ابن ابی حاتم (۱۳۱) اور تفسیر ابن مردویہ (۱۳۲)۔ نیز ابن ابی الدنیا (۱۳۳)، ابن قتیبہ (۱۳۴) اور ابن عساکر (۱۳۵) کی روایات کی تضعیف کی ہے۔

(۲) متعارض ومتناقض روایات میں جمع وتطبیق:۔

علامہ قسطلانی نے گہرے تفکر وتدبر اور تحقیق وجستجو کے بعد ''المواھب اللدنیہ'' میں بہت سے مقامات پر متعارض ومتناقض روایات کی نشاندہی کرتے ہوئے ان کے درمیان مطابقت پیدا کی ہے۔ متضاد روایات کی نشاندہی اور ان کے درمیان مطابقت پیدا کرنا مؤلف کی دقتِ نظر اور بصیرت پر دال ہے۔

یوں تو ''المواھب اللدنیۃ'' میں متعارض روایات میں جمع وتطبیق کی کثیر مثالیں موجود ہیں لیکن یہاں پر چند امثال کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔ جس سے اندازہ ہوگا کہ علامہ قسطلانی کا متضاد روایات میں جمع وتطبیق کے ضمن میں کیا طرزِ استدلال ہے۔

☆ امام بخاری اور جمیع اہلِ مغازی کے نزدیک غزوہ بنی قریظہ کے لیے روانگی کے وقت نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو ہدایت کی کہ وہ عصر کی نماز بنی قریظہ پہنچ کر پڑھیں گے۔ لیکن راستے میں عصر کا وقت ہوگیا۔ بعض صحابہ کرامؓ نے عصر کی نماز راستے میں پڑھ لی اور بعض نے نبی اکرم ﷺ کے فرمان کے پیشِ نظر نہیں پڑھی کہ بنی قریظہ پہنچ کر پڑھیں گے۔ (۱۳۶)

امام مسلم کے نزدیک یہ ظہر کی نماز تھی۔ (۱۳۷) علامہ قسطلانی نے بخاری ومسلم کی روایات میں موجود تضاد کو رفع کرتے ہوئے لکھا ہے:

> ''ہوسکتا ہے کہ بعض صحابہ کرامؓ نے ظہر کی نماز پڑھ لی ہو اور بعض نے نہ پڑھی ہو۔ جن صحابہ کرامؓ نے ظہر کی نماز نہیں پڑھی تھی ان سے کہا ہو کہ وہ ظہر کی نماز نہ پڑھیں اور جن صحابہ کرامؓ نے ظہر کی نماز پڑھ لی تھی انہیں عصر کی نماز نہ پڑھنے کا حکم دیا ہو۔ (۱۳۸)

☆ اسی طرح مؤلف نے صحیح بخاری اور مسندِ حارث بن ابی اسامہ کی احادیث میں جمع وتطبیق پیدا کی ہے۔ صحیح بخاری میں ابنِ عباسؓ سے مروی ہے:۔

تحشرون حفاة عراة غرلا (كما بدانا اول خلق نعيده) وان اول الخلائق يكسى يوم القيامة ابراهيم۔(۱۳۹)

تم برہنہ سر، برہنہ بدن اور ننگے پاؤں اٹھائے جاؤ گے (جیسا کہ ہم نے پہلی مرتبہ پیدا فرمایا اسی طرح دوبارہ انہیں اٹھائیں گے) اور مخلوق میں سے سب سے پہلے ابراہیمؑ کو قیامت کے روز لباس پہنایا جائے گا۔

جبکہ مسند حارث بن ابی اسامہ کی حدیث میں ہے:

فانهم يبعثون فى اكفانهم ويتزاورون فى اكفانهم (۱۴۰)

مردے اپنے کفنوں میں اٹھائے جائیں گے اور انہی میں ایک دوسرے سے ملاقات کریں گے۔

مؤلف کے مطابق: اس حدیث اور بخاری کی حدیث میں جمع اس طرح ممکن ہے کہ ان میں سے بعض کو برہنہ اٹھایا جائے گا اور بعض کو لباس کے ساتھ۔ یا سب کو برہنہ اٹھایا جائے گا پھر انبیاءؑ کو لباس پہنایا جائے گا اور سب سے پہلے ابراہیمؑ کو لباس پہنایا جائے گا یا پھر یہ کہ سب قبروں سے ان کپڑوں کے ساتھ اٹھائے جائیں گے جن میں انہوں نے وفات پائی۔ حشر کی ابتداء میں وہ کپڑے ان سے بکھر جائیں گے اور سب برہنہ اٹھائے جائیں گے۔ اس کے بعد سب سے پہلے ابراہیمؑ کو لباس پہنایا جائے گا۔"(۱۴۱)

☆ امام بخاری کی روایت کے مطابق نبی اکرم ﷺ کے دروازے پر کوئی دربان نہیں ہوتا تھا۔(۱۴۲)

لیکن ابوموسیٰ اشعریؓ کی حدیث میں مذکور ہے کہ آپؐ کے دروازے پر دربان تھا۔ یہ روایت مسند احمد اور امام بخاری کی کتاب الفتن میں موجود ہے۔(۱۴۳)

مؤلف نے ان دونوں روایات کے درمیان مطابقت پیدا کرتے ہوئے لکھا ہے:

"جب آپؐ اپنے اہلِ خانہ کے ساتھ مصروف نہ ہوتے اور نہ ہی کسی اور ذاتی کام میں مشغول ہوتے تو اپنے اور لوگوں کے درمیان سے حجاب اٹھا دیتے تھے۔ تاکہ لوگ اپنے کاموں کے لیے آسکیں۔"(۱۴۴)

☆ سنن ابوداؤد کی روایت ہے۔ عبداللہ بن عمرو بن العاص فرماتے ہیں:

"میں نے نبی اکرم ﷺ کو کبھی ٹیک لگا کر کھاتے ہوئے نہیں دیکھا۔"(۱۴۵)

جبکہ ابن ابی شیبہ نے مجاہد سے روایت کیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے کبھی ٹیک لگا کر نہیں کھایا سوائے ایک مرتبہ کے۔(۱۴۶)

علامہ قسطلانی کے مطابق: ''ان دونوں روایات میں جمع اس طور پر ممکن ہے کہ مجاہد کی روایت میں ایک مرتبہ ٹیک لگا کر کھانے کا جو ذکر ہے اس کی اطلاع عبداللہ بن عمرو کو نہ ملی ہو۔'' (۱۴۷)

☆ امام ترمذی نے حضرت جابرؓ سے روایت کیا ہے: نبی اکرم ﷺ فتح مکہ کے دن مکہ میں داخل ہوئے اور آپؐ پر سیاہ عمامہ تھا۔(۱۴۸) جبکہ صحیح بخاری میں حضرت انسؓ فرماتے ہیں: آپؐ فتح کے سال مکہ میں داخل ہوئے تو آپؐ کے سر پر خود تھا۔(۱۴۹)

مؤلف نے ان دونوں احادیث میں اس طرح مطابقت پیدا کی ہے کہ سیاہ عمامہ مغفر خود کے اوپر تھا۔(۱۵۰)

☆ صحیح بخاری کی روایت ہے: حضرت انسؓ سے مروی ہے:

کان یعنی الحسین اشبھھم برسول اللہ ﷺ۔(۱۵۱)

حضرت حسینؓ نبی اکرم ﷺ سے مشابہت رکھتے تھے۔

اس کے برعکس حضرت انسؓ کا ایک اور قول ہے:

لم یکن احد اشبہ بالنبی ﷺ من الحسن بن علی۔(۱۵۲)

حسن بن علی سے بڑھ کر کوئی نبی اکرم ﷺ سے مشابہ نہیں تھا۔

مؤلف کے مطابق ان متعارض روایات میں جمع اس طور پر ممکن ہے کہ حضرت انسؓ کی وہ حدیث جس میں حضرت حسنؓ کی نبی اکرم ﷺ سے مشابہت کا ذکر ہے۔ حضرت حسنؓ کی زندگی میں ہی تھی۔ اس لیے کہ وہ ان دنوں اپنے بھائی حسینؓ سے زیادہ نبی اکرم ﷺ سے مشابہت رکھتے تھے۔ جس روایت میں حضرت حسینؓ کی مشابہت کا ذکر ہے تو وہ بعد کی روایت ہے۔(۱۵۳)

☆ نبی اکرم ﷺ ظہر کی کتنی سنتیں پڑھتے تھے؟ امام بخاری نے ابن عمرؓ سے روایت کیا ہے: میں نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ظہر سے پہلے دو رکعتیں اور بعد میں بھی دو رکعتیں پڑھیں۔(۱۵۴)

اس کے برعکس ایک اور روایت میں امام بخاری نے حضرت عائشہؓ سے روایت کیا ہے: نبی اکرم ﷺ ظہر سے پہلے چار رکعتیں نہ چھوڑتے تھے اور نہ صبح کی نماز سے قبل دو رکعت نماز چھوڑتے۔(۱۵۵)

علامہ قسطلانی ان متعارض احادیث میں مطابقت پیدا کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

جب نبی اکرم ﷺ اپنے گھر میں نماز پڑھتے تو چار رکعتیں ادا کرتے اور جب مسجد میں نماز ادا کرتے تو ظہر سے پہلے دو رکعت نماز ادا کرتے۔ یہ راجح قول ہے۔ یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ کبھی

آپؐ چار رکعت ادا کرتے اور کبھی دو رکعتیں ادا کرتے۔ اس لیے کہ حضرت عائشہؓ اور ابنِ عمرؓ دونوں نے مشاہدہ کیا تھا۔ اور دونوں حدیثیں صحیح ہیں۔ ان میں سے کسی ایک پر بھی طعن نہیں کیا جاسکتا۔(۱۵۶)

☆ صحیح بخاری میں حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کی حدیث ہے:

دعاالنبی ﷺ ثم رفع یدیه حتی رأیت بیاض ابطیه۔(۱۵۷)

نبی اکرم ﷺ نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے حتی کہ میں نے آپ ﷺ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی۔

لیکن حضرت انسؓ سے مروی ہے:

نبی اکرمؐ دعا کرتے وقت ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے سوائے استسقاء کے۔(۱۵۸)

ان احادیث کے درمیان جمع اس طور پر ممکن ہے کہ استسقاء میں دونوں ہاتھ اس حد تک اٹھاتے کہ وہ چہرے کے بالمقابل ہوجاتے اور دعا میں کندھوں کے بالمقابل تک۔(۱۵۹)

درج بالامثالوں سے واضح ہوتا ہے کہ علامہ قسطلانی نے متعارض روایات میں مطابقت پیدا کرنے کے لیے کس طرح تحقیق وتفتیش کی ہے۔ یہ چیز مؤلف کی روایات واحادیث پر گہری دسترس کی عکاسی کرتی ہے اوران کی وسعتِ نظر اور محققانہ بصیرت پر دال ہے۔ ''المواہب اللدنیۃ'' کے اور بھی بہت سے مقامات پر مؤلف کی روایات واحادیث میں جمع وتطبیق کی مثالیں ملتی ہیں۔(۱۶۰)

(۳) شواہد حدیث:۔

علامہ قسطلانی نے موضوع اور ضعیف احادیث کی نشاندہی اور تردید کے علاوہ ضعیف احادیث کو دیگر احادیث سے تقویت بھی دی ہے۔ مؤلف اس کے لیے'' شاہد'' کی اصطلاح استعمال کرتے ہیں۔ یعنی یہ حدیث کمزور حدیث کی شاہد ہے۔ گویا ضعیف حدیث کی تائید صحیح وضعیف دونوں احادیث سے کرتے ہیں۔ علامہ قسطلانی کے اس طرزِ استدلال کی چند مثالیں درج ذیل ہیں:۔

☆ آپؒ کا قول ہے:

الاقتصاد فی النفقه نصف المعیشة ، والتودد الی الناس نصف العقل، وحسن السؤال نصف العلم۔(۱۶۱)

خرچ میں اعتدال نصف معیشت ہے۔ لوگوں سے محبت کرنا نصف عقل ہے اور حسنِ سوال نصف علم ہے۔

یہ حدیث بیہقی نے شعب الایمان اور قضاعی نے ''مسند الشهاب'' میں نقل کی ہے۔علامہ بیہقی نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے۔لیکن اس حدیث کی شاہد دوسری حدیث ہے۔ جسے عسکری نے ''الامثال'' میں روایت کیا ہے:

الاقتصاد نصف العيش ، وحسن خلق نصف الدين۔ (۱۶۲)

میانہ روی نصف عیش ہے اور لوگوں سے اچھا سلوک کرنا نصف دین ہے۔

اس حدیث کے دیگر شواھد میں سے یہ حدیث بھی ہے:

السؤال نصف العلم، والرفق نصف المعيشة ، وما عال امرؤ فى اقتصاد۔(۱۶۳)

سوال نصف علم ہے اور نرمی نصف معیشت ہے اور میانہ روی اختیار کرنے والا کبھی تنگ دست نہیں ہوا۔

☆ شواہدِ حدیث کی دوسری مثال درج ذیل ہے: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

لاتقطعوا اللحم بالسكين فانه صنيع الاعاجم وانهشوا فانه أهنا وأمرأ۔(۱۶۴)

تم گوشت کو چھری سے مت کاٹو کہ یہ عجمیوں کا طریقہ ہے اور اسے دانتوں سے کھاؤ کیونکہ یہ بہت ہاضم اور زیادہ دل پسند ہے۔

امام ابوداؤد کے مطابق یہ حدیث قوی نہیں ہے۔(۱۶۵)

علامہ قسطلانی ابن حجر کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ حدیث: انهشو ا اللحم فانه اهنا وامرأ پہلی حدیث کی شاہد ہے۔(۱۶۶)

☆ صحیح مسلم میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے: اللہ تعالیٰ نے سورۃ المزمل میں قیام اللیل کو فرض قرار دیا ہے۔یعنی ''یاایھاالمزمل'' پس اللہ کے نبیؐ اور ان کے اصحاب نے اس پر عمل کیا۔حتیٰ کہ اس سورۃ کے آخر میں اس حکم میں تخفیف کر دی گئی۔پس قیام اللیل فرض کے بعد نفل ہوگیا۔(۱۶۷)

محمد بن نصر نے قیام اللیل میں ابنِ عباسؓ سے ایسی ہی حدیث نقل کی ہے۔جو حضرت عائشہؓ کی حدیث کی شاہد ہے۔اس حدیث میں وضاحت ہے کہ حکم دینے اور منسوخ کرنے میں ایک سال کا عرصہ ہے۔(۱۶۸)

شواھد حدیث کی ایک اور مثال یہ ہے: علامہ بیہقی نے حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے:

''الانبياء احياء فى قبورهم يصلون۔''(۱۶۹)

انبیاءؑ اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔

مؤلف کے مطابق اس حدیث کے شواہد میں سے صحیح مسلم کی حدیث ہے۔واقعہ معراج کی حدیث میں آپؐ سے مروی ہے:

مررت بموسی وھوقائم یصلّی فی قبرہ۔(۱۷۰)

میں موسیٰؑ کے پاس سے گزرا اس حال میں کہ وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔

شواھدِ حدیث کی اور بھی بہت سی مثالیں ''المواھب اللدنیہ'' میں موجود ہیں۔(۱۷۱)

(۴) کثرتِ طرق کی بناء پر حدیث کی صحت:

بعض محدثین کا اصول ہے کہ اگر کسی ضعیف حدیث کے متعدد طرق ہوں تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس حدیث کی کوئی نہ کوئی اصل ہے۔کثرتِ طرق سے کمزور حدیث صحت کا درجہ حاصل کر لیتی ہے۔''المواھب اللدنیہ'' میں اس کی چند مثالیں درج ذیل ہیں۔

☆ سیرت اور تاریخ کی کتابوں میں واقعہ غرانیق مذکور ہے۔وہ یہ ہے کہ آپؐ نماز میں سورۃ النجم کی قرأت کررہے تھے۔جب آپؐ اس آیت پر پہنچے ''افرأیتم اللات والعزی ومناۃ الثالثہ الاخری'' (النجم:۱۔۲) تو شیطان نے آپؐ کی تلاوت کے ساتھ یہ الفاظ ملادیئے۔''تلك الغرانیق العلی وان شفاعتھن لترتجی''۔جب آپؐ نے سورۃ ختم کی اور سجدہ کیا تو مشرکین نے بھی آپؐ کے ساتھ سجدہ کیا۔یہ خیال کرتے ہوئے کہ آپؐ ان کے معبودوں کا ذکر بھلائی کے ساتھ کررہے ہیں اور یہ بات لوگوں میں پھیل گئی۔(۱۷۲)

یہ روایت متعدد طرق سے مروی ہے۔مؤلف نے وہ تمام طرق نقل کیے ہیں۔اس واقعہ کو امام فخرالدین رازی، قاضی عیاض، ابن حجر اور دیگر کئی علماء اور محققین نے باطل اور موضوع قرار دیا ہے۔(۱۷۳) علامہ قسطلانی نے اس حدیث کے تمام طرق نقل کرنے کے بعد لکھا ہے:

فان الطرق اذا کثرت وتباینت مخارجھا دل ذلك علی ان لھا اصلاً۔(۱۷۴)

''جب کسی روایت کے طرق کثرت سے ہوں اور اس کے مخارج بھی واضح ہوں تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس واقعہ کی اصلیت ہے۔''

☆ اسی طرح حدیث الغزالہ ہے۔(۱۷۵) مؤلف کے مطابق: اس حدیث کو بیہقی نے متعدد طرق سے روایت کیا ہے۔ائمہ کی ایک جماعت اس حدیث کو ضعیف قرار دیتی ہے۔لیکن اس کے طرق ایک دوسرے کو تقویت دیتے ہیں۔(۱۷۶)

☆ آپؐ کا فرمان ہے:

من وسع علی عیاله فی یوم عاشوراء وسع الله علیه السنة کلها۔(۱۷۷)

جس نے یومِ عاشورہ کے روز اپنے عیال کو کشائش دی اللہ تعالیٰ اس کو سارا سال کشائش دے گا۔

اس حدیث کی روایت طبرانی اور بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

علامہ قسطلانی، علامہ بیہقی کے حوالے سے لکھتے ہیں:

ان اسانید کلها ضعیفة ولکن اذا ضم بعضها الی بعض افاده قوة۔(۱۷۸)

''اس حدیث کی تمام اسناد اگرچہ ضعیف ہیں لیکن سب ملکر قوت کا فائدہ دیتی ہیں۔''

(۵) روایات کے ماخذ واسناد کا التزام:

تیسری اور چوتھی صدی میں لکھی جانے والی کتبِ سیرت یعنی سیرۃ ابنِ اسحاق، طبقات ابنِ سعد، تاریخ طبری اور واقدی کی کتاب المغازی سیرت کی امہات کتب کہلاتی ہیں۔ اس دور کے سیرت نگاروں نے اپنی سیرت نبویؐ میں اسناد کی پابندی کی ہے۔ بعد کے تمام ادوار میں لکھی جانے والی کتبِ سیرت کا سرچشمہ یہی چار کتابیں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بعد کے سیرت نگاروں نے بغیر اسناد کے ان کی کتبِ سیرت سے مواد اخذ کیا۔ اس لیے کہ اسناد ان کتب میں موجود تھیں۔ علامہ قسطلانی نے اپنی سیرت نبوی ﷺ میں بہت زیادہ مصادر و مآخذ سے استفادہ کیا ہے۔ یہ مصادر و مآخذ حدیث، سیرت، فقہ، تاریخ، تصوّف کی کتابوں کے مجموعوں پر مشتمل ہیں۔ مؤلف نے ان تمام مصادر و مآخذ سے اسقدر کثیر روایات لی ہیں کہ اگر وہ ہر روایت کی سند نقل کرتے تو ان کی کتاب بہت ضخیم ہو جاتی۔ اختصار کی غرض سے انہوں نے اسناد تو نقل نہیں کیں لیکن روایات کے مآخذ کی طرف اشارہ کر دیا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ ''المواهب اللدنیه'' میں کہیں کہیں پوری سند کا ذکر ملتا ہے۔ مؤلف نے اگر پوری سند نقل کی بھی ہے تو صرف ان احادیث وروایات کی جن کی اسناد میں ضعف پایا جاتا ہے یا جو موضوع اور ضعیف احادیث ہیں۔ صحیح احادیث وروایات کی اسناد درج نہیں کیں۔

ایسی موضوع اور ضعیف احادیث جن کی اسناد میں ضعف پایا جاتا ہے ان میں سے چند ایک احادیث اور ان کی اسناد مثال کے طور پر درج کی جاتی ہیں۔

☆ آپؐ نے فرمایا:

نیّة المؤمن ابلغ من عمله۔(۱۷۹)

مؤمن کی نیت اس کے عمل سے بڑھی ہوئی ہے۔

مؤلف نے اس کی درج ذیل سند نقل کی ہے۔ رواه القضاعی عن اسماعیل بن عبدالرحمن

الصفار، اخبرنا علی بن عبداللہ الفضل حدثنا محمد بن الحنیفۃ الواسطی ، حدثنا محمد بن عبداللہ الحلبی ، حدثنا یوسف بن عطیۃ عن ثابت عن انس۔(۱۸۰)

مؤلف قضاعی کے حوالے سے لکھتے ہیں:

وھذا اسناد لاضوء علیہ ویوسف بن عطیہ متروک الحدیث۔(۱۸۱)

اس سند پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا اور یوسف بن عطیہ متروک الحدیث ہے۔

☆ آپؐ نے فرمایا:

حبك الشیء یعمی ویصم۔ (۱۸۲)

تمہاری کسی چیز سے محبت اندھا اور بہرا کردیتی ہے۔

اس کی سند درج ذیل ہے۔

رواہ ابوداؤد والعسکری من حدیث بقیۃ بن الولید ، عن ابی بکر بن عبداللہ بن ابی مریم عن خالد بن محمد الثقفی عن بلال بن ابی الدرداء عن ابیہ مرفوعاً۔(۱۸۳)

علامہ قسطلانی کے مطابق اس سند میں ابن ابی مریم ضعیف ہے۔ علامہ صغانی نے اس پر وضع کا حکم لگایا ہے۔(۱۸۴)

☆ مسند احمد کی حدیث ہے:

ان رسول اللہ ﷺ کفن فی سبعۃ اثواب۔(۱۸۵)

آپ ﷺ کو سات کپڑوں میں کفن دیا گیا۔

اس حدیث کی سند یہ ہے: عن عبداللہ بن محمد بن عقیل ، عن ابن الحنفیۃ عن علی ۔(۱۸۶)

مؤلف نے ابنِ حزم کے حوالے سے لکھا ہے: اس سند میں وہم ابن عقیل یا بعد والے راوی میں ہے۔(۱۸۷)

☆ مؤلف نے امام بیہقی کے حوالے سے ایک موضوع حدیث اور اس کی سند پر تنقید کی ہے۔ وہ حدیث یہ ہے:

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں نبی اکرم ﷺ جب بھی جائے حاجت کے لیے جاتے ۔ بعد میں، میں بھی آپؐ کے پیچھے جاتی تو کچھ بھی نہ دیکھتی سوائے اس کے کہ پاکیزہ خوشبو سونگھتی۔ میں نے آپؐ سے اس کا ذکر کیا تو آپؐ نے فرمایا: اے عائشہ کیا تو جانتی ہے کہ ہمارے جسم اہلِ جنت کی ارواح پر پرورش پاتے ہیں اور ان اجسام میں سے جو کچھ نکلتا ہے زمین اس کو نگل لیتی ہے۔(۱۸۸)

مؤلف اس کی مکمل سند نقل کرنے کے بعد علامہ بیہقی کے حوالے سے لکھتے ہیں: یہ حسین بن علوان کی موضوع احادیث میں سے ایک ہے۔ اس کا ذکر اس لیے ضروری ہے تاکہ معلوم ہوجائے کہ یہ موضوع حدیث ہے۔(۱۸۹)

ان مثالوں سے معلوم ہوتا ہے کہ علامہ قسطلانی نے مکمل اسناد صرف موضوع اور چند ضعیف احادیث کی درج کی ہیں۔(۱۹۰) ان میں زیادہ تر روایات واحادیث کے لیے انہوں نے کتب کا حوالہ دیا ہے۔

المواهب اللدنية میں کچھ روایات ایسی بھی ہیں جن کے ماخذ کا مؤلف نے ذکر نہیں کیا۔ بلکہ صیغہ مجہول کے ساتھ ان کو روایت کیا ہے۔ مثلاً حقیقتِ محمدیہ ﷺ کے اثبات کے ضمن میں احادیث نقل کرتے ہوئے ایک روایت صیغہء مجہول کے ساتھ شروع کی ہے۔ وہ روایت درج ذیل ہے:

وقيل: ان الله تعالى لما خلق نورنبينا محمدﷺ امره ان ينظر الى انوار الانبياء عليهم السلام۔۔۔الى آخره۔(۱۹۱)

ایک اور روایت یوں نقل کی ہے:

وفى الخبر: لما خلق الله آدم جعل ذالك النور فى ظهره فكان يلمع فى جبينه ، فيغلب على سائر نوره ۔(۱۹۲)

نبی اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت سے متعلق کئی روایات مؤلف نے فزعموا اور فذکروا کے صیغے سے شروع کی ہیں۔(۱۹۳) علامہ شبلی نے ان احادیث پر سخت تنقید وتبصرہ کیا ہے۔(۱۹۴)

(۶) راویوں کی جرح وتعدیل:

علامہ قسطلانی نے "المواهب اللدنيه" میں موضوع وضعیف احادیث کی نشاندہی کرنے کے ساتھ ساتھ ان احادیث کے راویوں کی جانچ پڑتال بھی کی ہے۔ جب کوئی ضعیف یا موضوع حدیث نقل کرتے ہیں تو ساتھ ہی یہ بھی لکھ دیتے ہیں کہ اس حدیث میں ضعف اس وجہ سے آیا ہے کہ اس کی سند کا ایک راوی متروک ہے۔ "المواهب اللدنيه" میں راویوں پر نقد وجرح کی کچھ مثالیں حسب ذیل ہیں۔

☆ بعض احادیث میں وارد ہوا ہے کہ اذان ہجرت سے قبل مکہ میں مشروع ہوئی تھی۔ ان میں سے ایک حدیث امام طبرانی نے نقل کی ہے:

عبداللہ بن عمر اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں جب نبی اکرم ﷺ کو اسراء ہوئی تو اللہ نے اس وقت آپ کو اذان کی وحی کی پس آپؐ نے وہ اذان بلال کو سکھائی۔(۱۹۵)

مؤلف کے مطابق اس حدیث کی سند میں طلحہ بن زید راوی متروک ہے۔(۱۹۶)

امام طبرانی، سہل بن سعد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا! اے اللہ تو عباس کو بخش دے اور عباس کے بیٹوں اور بیٹوں کے بیٹوں کو بھی بخش دے۔(۱۹۷)

مؤلف کے مطابق ''اس کی سند میں عبدالرحمٰن بن حاتم المرادی المصری متروک راوی ہے۔(۱۹۸)

☆ آپؐ نے فرمایا:

الکیس من دان نفسه وعمل لما بعد الموت والعاجز من اتبع نفسه هواهاوتمنی علی الله الامانی۔(۱۹۹)

عقلمند وہ شخص ہے جس نے اپنے نفس کو مطیع کیا اور موت کے بعد کے لیے عمل کیا اور عاجز وہ ہے جس نے اپنے نفس کو خواہشات کے پیچھے لگایا اور اللہ سے آرزوؤں کی امید کی۔

امام حاکم نے اسے شداد بن اوس سے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ بخاری کی شرط کے مطابق صحیح ہے۔ علامہ ذھبی نے اس کی تردید کرتے ہوئے لکھا ہے۔ اس میں ایک راوی ابن ابی مریم واھی ہے۔(۲۰۰)

ضعیف راویوں کی جانچ پڑتال کے ساتھ ساتھ مؤلف نے مجہول راویوں کی نشاندہی بھی کی ہے۔ ابنِ مسعود سے مروی ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

لا تسبوا قریشاً فان عالمها یملاء طباق الارض علماً۔(۲۰۱)

تم قریش کو برا بھلامت کہو اس کا ایک عالم زمین کے طباق کو علم سے بھر دے گا۔

مؤلف کے مطابق ابو داؤد عباسی نے اسے اپنی مسند میں روایت کیا ہے۔ اس میں ایک راوی مجہول ہے۔(۲۰۲)

امام حاکم کی روایت ہے: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی نماز میں تشہد پڑھے تو اسے چاہیے کہ کہے'' اللهم صل علی محمد وعلی آل محمد، وارحم محمدوآل محمد، کما صلیت و بارکت وترحمت علی ابراهیم وعلی آل ابراهیم انك حمید مجید۔(۲۰۳)

مؤلف کے مطابق کچھ لوگوں نے اسے صحیح کہا ہے تو انہوں نے وہم کیا ہے۔ اس لیے کی یہ یحیی بن السباق کی روایت ہے اور وہ مجہول راوی ہے اور مبہم آدمی سے روایت کر رہا ہے۔(۲۰۴)

مؤلف نے ضعیف اور مجہول راویوں کی نشاندہی کے ساتھ کذاب اور واضع راویوں کی نشاندہی بھی کی ہے۔ اس کی چند مثالیں درج ذیل ہیں:

داؤد بن المحبر کی ''کتاب العقل'' سے مؤلف نے ایک روایت نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ داؤد بن المحبر کذاب راوی ہے۔(۲۰۵)

امام طبرانی نے الاوسط میں ایک روایت نقل کی ہے۔آپؐ نے فرمایا:

ان جبریل اطعمنی الھریسة ، یشدبھا ظھری قیام الیل۔(۲۰۶)

جبریل نے مجھے ہریسہ کھلایا کہ اس سے رات کے قیام کے لیے میری کمر مضبوط ہوجائے۔

مؤلف کے مطابق اس حدیث کی سند میں ایک راوی محمد بن الحجاج اللخمی نے اس حدیث کو وضع کیا ہے۔(۲۰۷)

خلاصۂ بحث

علامہ قسطلانی رحمہ اللہ اور احمد بن محمد کا شمار دسویں صدی ہجری کے عظیم سیرت نگاروں میں ہوتا ہے۔اس دور کی تمام کتب سیرت میں سے ان کی کتاب ''المواھب اللدنیہ'' کو سب سے زیادہ مقبولیت حاصل ہوئی۔ المواھب اللدنیہ کی امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ یہ محدثین اور اہلِ سیر کی روایات کا حسین امتزاج ہے۔چنانچہ انہوں نے المواھب اللدنیہ کی تالیف میں اس تحقیقی منہج کو اختیار کرتے ہوئے روایات کی ترجیح وتردید میں خاص معیار کو مدنظر رکھا ہے۔سیرتِ نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر واقعہ کے لئے اہلِ سیر کی روایات کے پہلو بہ پہلو محدثین کی روایات بھی لاتے ہیں اور موازنہ ومقارنہ کے بعد صحیح روایت کی نشاندہی کرتے ہیں۔مثلاً واقدی کی روایت کے مطابق فتح مکہ کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کی دس راتیں گزرنے کے بعد نکلے جبکہ مسند احمد کی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کی دو راتیں گزرنے کے بعد نکلے تھے۔امام قسطلانی نے مسند احمد کی روایت کو درست قرار دیا ہے۔

روایت کی ترجیح وتردید کے ضمن میں علامہ قسطلانی کی سیرت نگاری کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ صحیحین کی روایات کو نہ صرف اہل سیر کی روایات پر بلکہ دیگر صحاح واسانید اور سنن کے مجموعوں کی روایات پر بھی ترجیح دیتے ہیں۔مثلاً غزوۂ ذات الرقاع اور غزوۂ ذی قرد کی تاریخ میں اہلِ سیر اور محدثین کی روایات اختلاف پایا جاتا ہے۔علامہ قسطلانی رحمہ اللہ نے صحیح بخاری کی روایت کو درست قرار دیتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ غزوہ، غزوہ خیبر کے بعد ہوا ہے۔لیکن بعض مواقع پر تحقیق وتفتیش کے بعد انہوں نے اہلِ سیر کی روایات کو محدثین کی روایات پر ترجیح دی ہے۔

علامہ قسطلانی جہاں بعض روایات کو بعض روایات پر ترجیح دیتے ہیں وہاں بہت سی خلاف قرائن و قیاس روایات کی بھی نشاندہی کرتے ہیں چنانچہ محدثین اور اہل سیر کی کئی خلافِ قرائن روایات کی انہوں نے تردید کی ہے

مثلاً غزوہ سیف البحر جو قبیلہ جہینہ کی طرف بھیجا گیا تھا اس کی تاریخ ابنِ سعد نے آٹھ ہجری بتائی ہے۔ علامہ قسطلانی کے مطابق یہ قول محل نظر ہے اس لیے کہ اس مدت (۸ہجری) کے دوران قریشی قافلوں کو لوٹنا ناممکن تھا۔ وہ مسلح حالت میں تھے۔ پس صحیح یہ ہے کہ یہ غزوہ چھ ہجری سے قبل کا ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے قیام اللیل سے متعلق روایت میں حضرت عائشہؓ کی روایت کو ابن عباسؓ کی روایت پر اس لئے ترجیح دی ہے کہ حضرت عائشہؓ نبی اکرم ﷺ کی عبادات سے دیگر صحابہ کرامؓ کی نسبت زیادہ واقف تھیں۔ لیکن سفر کے احوال سے چونکہ صحابہ کرامؓ زیادہ آگاہ تھے۔ اسی ضمن میں انہوں نے ابن عمرؓ کی روایت کو حضرت عائشہؓ کی روایت پر ترجیح دی ہے۔ مثبت، نافی پر مقدم ہوتا ہے۔ اس اصول کے تحت مؤلف نے ان روایات کو جن سے مسئلے کا مثبت پہلو نکلتا تھا، ان روایات پر مقدم رکھا ہے جن سے مسئلے کا منفی پہلو نکلتا تھا۔ روایت کی ترجیح وتردید کے علاوہ مؤلف نے موضوع وباطل احادیث کی نشاندہی اوران کی تردید اوراسی طرح ضعیف احادیث پر تنقید بھی کی ہے۔ متعارض ومتناقض روایات میں جمع وتطبیق، کثرتِ طرق کی بناء پر حدیث کی تقویت کے علاوہ راویوں کی جرح وتعدیل بھی کی ہے۔ ان اصول وقواعد سے اندازہ ہوتا ہے کہ علامہ قسطلانی محض سیرت نگار ہی نہیں محدث بھی تھے۔

حوالہ جات وحواشی

(الف) علامہ قسطلانی ۱۲ ذوالقعدہ ۸۵۱ھ بمطابق ۱۹ جنوری ۱۴۴۸ء کو قاہرہ میں پیدا ہوئے۔ اوائل عمری میں ہی قرآن کریم حفظ کرنے کے بعد حصولِ تعلیم کے لیے اپنے وقت کے جید علماء سے کسب فیض کرتے ہوئے مختلف علوم وفنون میں مہارت حاصل کرلی۔ حصولِ تعلیم کے بعد آپ نے وعظ وتدریس کا سلسلہ شروع کیا چنانچہ آپ نے جامع عمریمیں وعظ اور جامع عمرو میں خطیب کی خدمات سرانجام دیں۔ آپ کو دومرتبہ حج کی سعادت نصیب ہوئی۔ حج کے علاوہ بھی آپ نے کئی مرتبہ حجاز کا سفر کیا۔ آپ اپنی زاھدانہ اور متصوفانہ طبیعت کی بناء پر شاہانِ وقت سے دور رہتے تھے۔ اس کے برعکس آپ اہلِ علم وفضل لوگوں کی مجلس میں بیٹھا کرتے تھے۔ آپ نے اپنے وقت کے ایک بڑے صوفی عالم شیخ ابراھیم المتبولی کی صحبت اختیار کی۔ آپ کے وعظ میں بہت تاثیر ہوتی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ لوگوں کی کثیر تعداد آپ کے مواعظ کی مجلسوں میں شریک ہوتی۔ آپ کو نبی اکرم ﷺ سے بے پناہ محبت وعقیدت تھی۔ آپ وسیلہ ءنبوی ﷺ سے دعا مانگنے کے قائل تھے۔ لیلۃ المولد کو لیلۃ القدر سے افضل قرار دیتے۔ ۸محرم ۹۲۳ھ کو آپ نے قاہرہ میں وفات پائی۔ آپ کو جامع ازھر کے قریب مدرسۃ عینی میں دفن کیا گیا تفصیل کے لیے دیکھئے:

السخاوی محمد بن عبدالرحمن ،شمس الدین(م۹۰۲ھ) :الضوء اللامع لأهل القرن التاسع،

بیروت:لبنان، ۱/۲/۱۰۳،۱۰۴؛ ابن عماد الحنبلی(م۱۰۸۹ھ): شذرات الذھب فی أخبار من ذھب، بیروت: دارلمسیرۃ،۱۳۹۹ھ،۸/۱۳۵؛حاجی خلیفہ:کشف الظنون فی أسامی الکتب والفنون، بیروت:دارإحیاء التراث العربی،۲/۱۸۹۷

(۱) واقدی، محمد بن عمر بن واقد (م۲۰۷ھ)، کتاب المغازی، تحقیق: مارسدن، جونس، آکسفورڈ۱۹۶۶ء، ۱/۸۰۱

(۲) احمد بن حنبل، أبوعبداللہ الشیبانی (م۲۴۱ھ)، المسند، مکتبۃ دارالباز مکۃ المکرمۃ، ۱۹۹۳ء، ۱۰/۲۷۵

(۳) القسطلانی، أحمد بن محمد شہاب الدین ابوالعباس (م۹۲۳ھ)، المواھب اللدنیۃ بالمنح المحمدیۃ، دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان، ۱۹۹۶ء، ۱/۳۱۰

(۴) خلیفہ بن خیاط بن أبی ھبیرہ اللیثی العصفری (م۲۴۰ھ)، تاریخ خلیفۃ، تحقیق: ڈاکٹر مصطفیٰ نجیب فواز، ڈاکٹر حکمت کشلی فواز، دارالکتب بیروت، لبنان، ۱۴۱۵ھ-۱۹۹۵ء (ص ۳۵)

(۵) ابن سعد، محمد بن سعد بن منیع الزھری (م۲۳۰ھ)، الطبقات الکبریٰ، داراحیاء التراث العربی بیروت، ۲/۳۱۶

(۶) المواھب اللدنیہ، ۱/۴۴۱،۴۴۲

(۷) ابن ھشام، عبدالملک (م۲۱۸ھ)، السیرۃ النبویۃ، تحقیق: مصطفیٰ السقا، ابراھیم الأبیاری، عبدالحفیظ شلبی، داراحیاء التراث العربی بیروت لبنان، ۱۴۱۵ھ-۱۹۹۵ء، ۳/ ۲۲۵، علامہ قرطبی نے ۴ جمادی الاولیٰ ۴ ہجری کی تاریخ لکھی ہے۔القرطبی، أحمد بن عمر بن ابراھیم، أبوالعباس (م ۶۵۶ھ)، المفھم لما اشکل من تلخیص کتاب مسلم، تحقیق: محی الدین زید، یوسف علی بدیوی، دارابن کثیر دمشق بیروت ۱۴۱۷ھ-۱۹۹۶ء، ۳/ ۶۹۳

(۸) الطبقات الکبریٰ، ۱/ ۲۰۸؛ ابن حبان، محمد بن حبان بن أحمد التمیمی البستی، أبوحاتم (م۳۵۴ھ)، کتاب الثقات، تحقیق: ابراھیم شمس الدین، دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان، ۱۴۱۹-۱۹۹۸ء، ۱/ ۹۶؛ ابن حبان، محمد بن احمد التمیمی البستی، أبوحاتم (م۳۵۴ھ)، السیرۃ النبویۃ وأخبار الخلفاء، دارالفکر بیروت، ۱۴۰۷ھ-۱۹۸۷ء، ۲۴۹

(۹) المواھب اللدنیہ، ۱/۲۳۰

(۱۰) البخاری، محمد بن اسماعیل، أبوعبداللہ (م ۲۵۶ھ)، الجامع الصحیح، دارالسلام للنشر والتوزیع الریاض، ۱۴۱۹ھ-۱۹۹۹ء/ دارابن کثیر بیروت، ۹۹۹، الکتاب المغازی، باب غزوۂ ذات الرقاع، ۳/ ۵/ ۵۱

(۱۱) المواھب اللدنیہ، ۱/ ۲۳۰؛ ابن حجر، احمد بن علی العسقلانی، أبوالفضل (م۸۵۲ھ)، فتح الباری بشرح صحیح البخاری، تحقیق: عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز، المکتبۃ التجاریۃ مصطفیٰ أحمد الباز، ۱۴۱۶ھ-۱۹۹۶ء، کتاب المغازی، باب غزوئہ ذات الرقاع، ۸/۱۷۹،۱۸۰

(۱۲) صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب غزوئہ ذات قرد، ۳/ ۵/ ۷۱؛ مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیری النیسابوری، أبوالحسین (م ۲۶۱ھ)، الجامع الصحیح، دارالفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع، ۱۹۸۱ء/ دارالسلام للنشر

والتوزیع،۱۴۲۱ھ۔۲۰۰۰ء،کتاب الجہاد والسیر ،۶/ ۱۲/ ۱۸۳

(۱۳) المواہب اللدنیہ،۱/ ۳۵۶

(۱۴) المفہم ،۳/ ۶۸۰

(۱۵) المواہب اللدنیہ،۱/ ۳۵۶؛فتح الباری، کتاب المغازی،باب غزوئہ ذات قرد۸/ ۲۳۴

(۱۶) مالک بن أنس الأصبحی (م ۱۷۹ھ)، المدوّنۃ الکبریٰ، تحقیق: أحمد عبدالسلام، دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان، ۱۴۱۵ھ۔۱۹۹۴ء،۱/ ۲۴۶

(۱۷) صحیح بخاری، کتاب العیدین، باب الخروج الی المصلّی بغیر منبر،۱/ ۲/ ۴؛صحیح مسلم، کتاب صلوٰۃ العیدین،۶/ ۱۷۷

(۱۸) المواہب اللدنیہ، ۳/ ۲۳۴،۲۳۵

(۱۹) السیرۃ النبویۃ،۴/ ۲۳۲

(۲۰) صحیح بخاری، کتاب المغازی،باب وفدبنی حنیفہ،۳/ ۵/ ۱۱۸؛صحیح مسلم، کتاب الرؤیا،۸/ ۱۱/ ۳۳

(۲۱) المواہب اللدنیہ،۱/ ۴۷۴

(۲۲) صحیح بخاری، کتاب المغازی،باب غزوئہ سیف البحر،۳/ ۵/ ۱۱۴؛ابوداؤد، سلیمان بن الاشعث السجستانی (م۲۷۵ھ)، السنن، دارالجیل ،بیروت لبنان ،۱۴۱۲ھ۔۱۹۹۲ء، کتاب الأطعمہ، باب فی دواب البحر،۳/ ۲۶۳ (۳۸۴۰)

(۲۳) المواہب اللدنیہ،۱/ ۳۰۴

(۲۴) ایضاً،۱/ ۳۰۴،۳۰۵

(۲۵) الترمذی، محمد بن عیسیٰ بن سورۃ (م۲۷۹ھ)، الجامع الصحیح ، شرکۃ مکتبہ مصطفیٰ البابی الحلبی واولادہ بمصر۱۹۷۵ء/ دارالسلام للنشر والتوزیع،۱۴۲۰ھ۔۱۹۹۹ء ،کتاب الزکوۃ،باب ماجاء فی فضل الصدقہ،۱۷۰(۶۶۳)

(۲۶) صحیح مسلم، کتاب الصیام،باب فضل صوم المحرم،۴/ ۸/ ۵۵

(۲۷) المواہب اللدنیہ،۳/ ۲۹۹

(۲۸) ایضاً،۱/ ۲۶۱

(۲۹) الطبقات الکبریٰ،۲/ ۲۹۵

(۳۰) صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب قتل ابی رافع عبداللہ بن ابی الحقیق۔۔۔۶۸۲،۶۸۳ (۴۰۳۸)

(۳۱) المواہب اللدنیۃ،۱/ ۲۶۳

(۳۲) السیرۃ النبویۃ،۲/ ۲۲۷؛ابن حزم، ابومحمد علی بن احمد بن سعید(م ۴۵۶ھ)، جوامع السیرۃ ،تحقیق: احمد محمد شاکر، حدیث اکادمی نشاط آباد فیصل آباد، ۱۴۰۱ھ-۱۹۸۱ء، ۱۰۹

(۳۳) صحیح مسلم، کتاب الجہادوالسیر،۶/ ۱۲/ ۱۲۴

(۳۴) الموہب اللدنیہ،۱/ ۱۸۰

(۳۵) السیرۃ النبویۃ،۲/ ۲۳۷؛الطبقات الکبریٰ،۲/ ۲۵۷

(۳۶) سنن ابوداؤد، کتاب الجہاد،باب فی المبارزۃ،۳/ ۵۳(۲۶۶۵)

(۳۷) المواہب اللدنیہ۱/ ۱۸۲؛فتح الباری، کتاب المغازی،باب قتل ابی جہل،۸/ ۲۷

(۳۸) السیرۃ النبویۃ،۳/ ۳۵۷،ابن سعد نے جمادی الاولی ۷ھ کی تاریخ بتائی ہے۔دیکھئے الطبقات الکبریٰ،۲/ ۳۰۲

(۳۹) فتح الباری، کتاب المغازی،باب غزوۃ الخیبر،۸/ ۲۳۹؛جوامع السیرۃ،۲۱۱

(۴۰) المواہب اللدنیہ۱/ ۲۸۲؛فتح الباری، کتاب المغازی،باب غزوۃ الخیبر،۸/ ۲۳۹

(۴۱) سنن ابوداؤد، کتاب صلوٰۃ،باب من قال یصلی بکل طائفۃ رکعتین،۲/ ۱۷(۱۲۴۸)

(۴۲) المواہب اللدنیہ،۱/ ۲۳۰؛فتح الباری، کتاب المغازی، غزوئہ ذات الرقاع،۸/ ۱۷۹،۱۸۰

(۴۳) المواہب اللدنیۃ،۱/ ۳۴۶؛صحیح بخاری، کتاب المغازی،باب غزوئہ تبوک،۳/ ۵/ ۱۲۸

(۴۴) النسائی ، أحمد بن شعیب ، أبوعبدالرحمٰن (م۳۰۳ھ)، السنن الکبریٰ، تحقیق: حسن عبدالمنعم شلبی، مؤسسۃ الرسالۃ ،۱۴۲۱ھ-۲۰۰۱ء، کتاب مناسک الحج، باب الخطبہ قبل یوم الترویۃ، ۴۱۱،۴۱۲(۲۹۹۶)

(۴۵) المواہب اللدنیۃ،۱/ ۳۵۵

(۴۶) ایضاً،۱/ ۳۸۱

(۴۷) ایضاً،۱/ ۳۸۱؛نیز دیکھیے السیوطی، عبدالرحمٰن بن أبی بکر ، جلال الدین (م۹۱۱ھ)، اللآلی ، المصنوعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ، دارالمعرفۃ بیروت لبنان، ۱۴۰۳ھ-۱۹۸۳ء،۱/ ۳۹۳؛علی الھندی محمد طاہر بن علی(م ۹۸۶ھ)، تذکرۃ الموضوعات وفی ذیلہا قانون الموضوعات والضعفاء، ادارۃ الطباعیۃ المنیریۃ بمصر۱۳۴۳ھ،۹۹؛مصطفیٰ السباعی ، ڈاکٹر، السنۃ ومکانتہا فی التشریع الاسلامی، مکتبۃ دارالعروبۃ ۲۲ شارع الجمہوریۃ قاہرہ، ۱۳۸۰ھ-۱۹۶۱ء، ۴۹

(۴۸) دارقطنی ، علی بن عمر بن أحمد بن مہدی، أبوالحسن (م ۳۸۵ھ)، السنن، داراحیاء التراث العربی، بیروت لبنان، کتاب الصیام،باب القبلۃللصائم ،۲/ ۴/ ۱۸۳

(۴۹) المواہب اللدنیہ، ۳/ ۲۸۲، ۲۸۳

(۵۰) السیرۃ النبویۃ،۱/ ۲۹۰

(۵۱) المواهب اللدنیه،۱/۱۱۶

(۵۲) الطبقات الکبریٰ،۲/۳۱۵

(۵۳) المواهب اللدنية،۱/ ۳۰۴

(۵۴) قاضی عیاض، أبوالفضل عیاض بن موسیٰ بن عیاض (م۵۴۴ھ)، الشفاء بتعریف حقوق مصطفی، تحقیق: علی محمد البجاوی، مطبعة عیسی البابی وشرکاہ، قاہرہ، ۱۳۹۸ھ۔۱۹۷۷ء، ۱/۳۱۳؛ السخاوی، محمد بن عبدالرحمٰن، شمس الدین (م۹۰۲ھ)، القول البدیع فی الصلاة علی الحبیب الشفیع، لاثانی کتب خانہ متصل جامع مسجد دودروازہ سیالکوٹ ،ب۔ت،۲،۷

(۵۵) المواهب اللدنية،۱/ ۳۷۵

(۵۶) الکامل فی التاریخ،۲/۱۵۶

(۵۷) المواهب اللدنية،۳/ ۲۷۴

(۵۸) صحیح بخاری، کتاب الصلوٰة، باب التهجد بالليل،۲ / ۴۵؛صحیح مسلم، کتاب الصلوٰة، باب صلوٰة النبی ﷺ ودعائه بالليل،۶/ ۴۴

(۵۹) صحیح مسلم، کتاب الصلوٰة، باب صلوٰة النبی ﷺ ودعائه بااللیل،۶/۵۱

(۶۰) صحیح مسلم، کتاب الصلوٰة، باب صلوٰة اللیل والوتر،۶/ ۱۶،۱۷؛صحیح بخاری، کتاب الصلوٰة، باب طول السجود فی قیام اللیل،۱/ ۲/ ۴۲،۴۳

(۶۱) المواهب اللدنية،۳/ ۲۰۲؛ زادالمعاد،۱/۳۲۹

(۶۲) صحیح مسلم، کتاب الصلوٰة، باب صلوٰة اللیل والوتر،۶/ ۱۷؛صحیح بخاری، کتاب الصلوٰة، باب قیام النبی ﷺ بااللیل فی رمضان ،۱/ ۲/ ۴۷

(۶۳) المصنف (ابن ابی شیبہ) کتاب الصلوات، باب کم یصلی فی رمضان من رکعة،۲/۱۶۵(۷۶۷۹)

(۶۴) المواهب اللدنية،۳/۲۱۱

(۶۵) صحیح بخاری، کتاب الصلوٰة، باب من لم یتطوع فی السفر دبر الصلوٰة،۱/ ۲/ ۳۸

(۶۶) صحیح بخاری، کتاب الصلوٰة، باب الرکعتین قبل الظهر،۱/ ۲/ ۵۴

(۶۷) المواهب اللدنية،۳/۲۶۱

(۶۸) صحیح بخاری، کتاب التفسیر، سورة الاحقاف،۸۵۴(۴۸۲۸) نیز دیکھیے کتاب الادب، باب التبسم والضحک،۱۰۶۳(۶۰۹۲)؛ البغوی، حسین بن مسعود الفراء بغوی (م۵۱۰ھ)، شرح السنة، تحقیق: شعیب الأرنووط، محمد زهیر الشاوش، المکتب الاسلامی،۱۳۵۰ھ۔۱۹۷۱ء، ۴/ ۳۸۸؛ البغوی، حسین بن مسعود، الفراء البغوی

الشافعی (م ۵۱۶ھ)، مصابیح السنّة، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان ۱۴۱۹ھ-۱۹۹۸ء، ۲/ ۲۰۱ (۲۴۵۸)

(۶۹) صحیح بخاری، کتاب الادب، باب التبسم والضحک، ۱۰۶۲ (۶۰۸۷)

(۷۰) المواہب اللدنیة، ۲/ ۵۴

(۷۱) صحیح مسلم، کتاب صلوٰة المسافرین، باب استحباب رکعتین قبل صلوٰة المغرب، ۳۳۷ (۱۹۳۸)؛ جامع ترمذی، کتاب الصلوٰة، باب ماجاء فی الصلوٰة قبل المغرب ۵۱ (۱۸۵)

(۷۲) المواہب اللدنیة، ۳/ ۲۲۹

(۷۳) ایضاً، ۳/ ۲۲۹

(۷۴) ایضاً، ۳/ ۲۳۰

(۷۵) شبلی نعمانی، علامہ، سیرت النبی ﷺ، ادارہ اسلامیات، ۱/ ۵۲

(۷۶) المواہب اللدنیة، ۲/ ۷۴

(۷۷) ایضاً، ۲/ ۷۴، علامہ قسطلانی کے علاوہ متعدد محدثین نے اس حدیث کو موضوع قرار دیا ہے دیکھیے اللآلی ء المصنوعۃ، ۲/ ۲۷۶؛ تذکرۃ الموضوعات، ۱۶۱؛ العجلونی، اسماعیل بن محمد (م ۱۱۶۴ھ)، کشف الخفاء ومزیل الالباس عما اشتهر من الاحادیث ـــ، مؤسسۃ مناھل العرفان بیروت، ب-ت، ۱/ ۲۵۸؛ الزرکشی، محمد بن عبداللہ، بدرالدین، أبوعبداللہ (م ۷۴۵ھ)، اللآلی ء المنثورة فی الأحادیث المشتهرة، المعروف التذکرة فی الأحادیث المشتهرة، تحقیق: مصطفیٰ عبدالقادر عطا، دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان ۱۴۰۶ھ-۱۹۸۶ء، ۱۹۷؛ ابن عراق کنانی، علی بن محمد (م ۹۶۳ھ)، تنزیه الشریعة المرفوعة عن الأحادیث الشنیعة الموضوعة، مکتبۃ القاہرۃ بمصر، ب-ت ۲/ ۲۷۰؛ علی القاری الھروی (م ۱۰۱۴ھ)، المصنوع فی معرفة الحدیث الموضوع (وهو الموضوعات الصغری)، تحقیق: عبدالفتاح أبوغدہ، مکتب المطبوعات الاسلامیۃ بحلب، ۱۹۶۹ء، ۴۲؛ ملاعلی قاری، نورالدین علی بن محمد بن سلطان (م ۱۰۱۴ھ)، الاسرار المرفوعة فی الأحادیث الموضوعة، تحقیق: محمد الصباغ، دارالامانۃ، مؤسسۃ الرسالہ بیروت لبنان ۱۳۹۱ھ-۱۹۷۱ء، ۱۳۴

(۷۸) المواہب اللدنیة، ۲/ ۷۵

(۷۹) ایضاً، ۲/ ۷۵؛ نیز دیکھیے الاسرار المرفوعہ، ۳۷۷؛ الشوکانی محمد بن علی (م ۱۲۵۰ھ)، الفوائد المجموعة فی الأحادیث الموضوعة، تحقیق: عبدالرحمٰن بن یحیی الیمانی، دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان، ۱۳۸۰ھ-۱۹۶۰ء، ۱۹۶

(۸۰) البیہقی، احمد بن الحسین، ابوبکر (م ۴۵۸ھ)، دلائل النبوة ومعرفة أحوال صاحب الشریعه، تحقیق: ڈاکٹر عبدالمعطی قلعجی، دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان، ۱۴۰۵ھ-۱۹۸۵ء، ۶/ ۷۰؛ ابن الجوزی، عبدالرحمٰن بن علی (م ۵۹۷ھ)، العلل المتناھیة فی الأحادیث الواهیة، دارنشر الکتب الاسلامیۃ لاہور، ۱۹۷۹ء، ۱/

۱۸۲؛الشفاء،۱/۸۸

(۸۱) المواهب اللدنية،۲/۷۶

(۸۲) المواهب اللدنية،۲/۱۸۶

(۸۳) ایضاً،۲/ ۱۸۶،نیز دیکھیے اللآلی ء المصنوعة،۱/ ۱۲۹،۱۳۰؛ الاسرارالمرفوعة، ۱۲۴، ۱۳۷ ؛ المصنوع،۳۵؛ کشف الخفاء،۱/۲۳۶، ۲۳۷؛ تنزیہ الشریعۃ،۲۰۲،۲۰۳

(۸۴) الطبرانی،سلیمان بن احمد،أبوالقاسم (م ۳۶۰ھ)،المعجم الاوسط،تحقیق: ڈاکٹرمحمود الطحان،مکتبۃ المعارف الریاض (۱۴۱۵ھ۔۱۹۹۵ء)،۳۱۰/۷(۶۵۹۶)؛المواہب اللدنیۃ،۲/۱۳۱

(۸۵) المواهب اللدنية ،۲/ ۱۳۱،نیز دیکھیے ابن ابی حاتم(م۳۲۷ھ)،علل الحدیث، المکتبۃ الأثریۃ، سانگلہ ہل شیخوپورہ،ب۔ت،۲/ ۸؛المصنوع ۲۰۹، الاسرارالمرفوعۃ۱۱۰،اللآلیء المصنوعۃ۲/ ۲۳۴،۲۳۵،کشف الخفاء۷۵،کتاب الموضوعات۲/۲۱۹،۲۲۰

(۸۶) المواهب اللدنية،۲/۱۲۶

(۸۷) ایضاً،۲/۱۲۶؛المصنوع،۹۷؛کشف الخفاء،۲/۸۷

(۸۸) المواهب اللدنية،۲/ ۲۲۵؛کتاب الموضوعات،۱/۲۱۸

(۸۹) المواهب اللدنية،۳/۵

(۹۰) ایضاً،۳/ ۵؛نیز دیکھیے کشف الخفاء،۲/ ۷۵؛تنزیہ الشریعۃ،۲/ ۳۵۷؛اللآلی ء المصنوعة،۲/ ۴۰۳؛ اللآلی ء المنثورة۴۶؛الفوائد المجموعة۲۶۴

(۹۱) دیکھیے:المواهب اللدنية۱ / ۲،۳۸۱ / ۲۰،۲۲،۲۶،۳۵،۶۲،۷۴،۷۵،۷۶،۸۶،۱۵۴،۱۷۲،۱۸۳،۲۰۲،۲۰۷،۲۰۸،۲۱۲،۳/۹۹،۱۰۳،۳۷۴،۴۴۶

(۹۲) ایضاً،۲/۱۶۸

(۹۳) ایضاً،۲/۱۶۹،ان احادیث کی دیگر بہت سے محدثین نے تردید کی ہے۔دیکھیے کتاب الضعفاء،۴/ ۲۹۷؛العلل المتناهية،۲/ ۲۰۵؛کشف الخفاء،۱ / ۲۹۹۔۳۰۰؛تنزيه الشريعة،۲ / ۲۷۵؛اللآلی ء المصنوعة،۲ / ۲۷۲،۲۷۳؛الاسرار المرفوعة،۱۵۸؛الفوائد المجموعة،۱۹۴، العسکری،حسن بن عبداللہ بن سعید، أبوأحمد(م۳۸۲ھ)،تصحیفات المحدثین،تحقیق: محمود احمد حیزۃ،المطبعۃ العربیۃ الحدیثۃ،۱۴۰۲ھ۔۱۹۸۲ء،۱/۳۶۰

(۹۴) الطبقات الكبرىٰ،۲ /۳۰۴،المصنف(ابن ابی شیبه)، كتاب المغازی، باب غزوة الخيبر، ۷/۳۹۴(۳۶۸۶۹)

(۹۵) المواهب اللدنية،۱/ ۲۸۲

(۹۶) سنن ابوداؤد، کتاب الطهارة، باب السواك، ۱/ ۱۲(۴۸)

(۹۷) المواهب اللدنية، ۳/ ۱۱۴

(۹۸) صحیح بخاری، کتاب الصلوٰۃ، باب مایقول عند التکبیر، ۱/ ۱/ ۱۸۱

(۹۹) صحیح مسلم، کتاب الصلوٰۃ، باب حجة من قال لایجهر بالبسملة، ۱۶۹(۸۹۰)

(۱۰۰) المواهب اللدنية، ۳/ ۱۴۲

(۱۰۱) ایضاً، ۱/ ۳۰۲، ۲/ ۳۵، ۳۸، ۱۲۴، ۲۰۶، ۲۶۳

(۱۰۲) ایضاً، ۱/ ۱۸۲، ۲۸۹، ۴۶۷، ۲/ ۳۱، ۳۸، ۱۳۰، ۱۶۱، ۳/ ۱۶، ۲۸۳، ۳۶۰، ۳۹۸

(۱۰۳) ایضاً، ۲/ ۳۵، ۱۲۸، ۲۵۵، ۳/ ۱۱۸، ۱۲۳، ۲۰۷

(۱۰۴) ایضاً، ۱/ ۲۳۱، ۲۸۹، ۳۵۵، ۳/ ۱۶، ۳۰۳

(۱۰۵) ایضاً، ۱/ ۱۹۷، ۲۸۶، ۳۰۲، ۳۸۳، ۲/ ۳۵، ۳۸، ۳۱۱، ۳/ ۷۱، ۹۹، ۱۶۰، ۲۱۷، ۴۲۴

(۱۰۶) ایضاً، ۱ / ۱۶۵، ۴۶۵، ۲ / ۸۴، ۱۳۱، ۲۲۶، ۳۸۱، ۴۰۸، ۵۱۹، ۳ / ۷۲، ۷۷، ۸۷، ۸۸، ۳ / ۲۸۵، ۲۸۹، ۲۹۹، ۳۵۶، ۳۸۳، ۴۲۵

(۱۰۷) ایضاً، ۱/ ۴۶۷، ۲/ ۲۲۲، ۳/ ۱۶، ۱۱۷، ۲۰۶، ۲۱۴، ۳۰۳، ۳۹۷

(۱۰۸) ایضاً، ۱/ ۱۶۴، ۲/ ۱۲۱، ۱۷۱، ۳/ ۲۱۷، ۲۲۰، ۲۳۱

(۱۰۹) ایضاً، ۱/ ۳۱۲، ۲/ ۱۴۲، ۱۷۲، ۳/ ۳۸۰، ۴۰۲

(۱۱۰) ایضاً، ۲/ ۲۶، ۴۴، ۷۴، ۷۵، ۱۲۱

(۱۱۱) ایضاً، ۲/ ۳۸

(۱۱۲) ایضاً، ۱/ ۲۸۲، ۲/ ۲۶، ۳/ ۲۱۱

(۱۱۳) ایضاً، ۳/ ۱۹۰، ۲۲۶

(۱۱۴) ایضاً، ۲/ ۳۸، ۱۲۴، ۱۷۲، ۱۸۱، ۲۰۹، ۳/ ۴۰۴، ۴۲۵

(۱۱۵) ایضاً، ۲/ ۳۲۰، ۳/ ۱۰۳

(۱۱۶) ایضاً، ۲/ ۲۱، ۳۵

(۱۱۷) المواہب اللدنیۃ، ۲/ ۱۹، ۳۱، ۳۵

(۱۱۸) ایضاً، ۲/ ۲۲، ۱۱۱، ۱۳۸، ۱۷۲، ۳/ ۴۳، ۱۱۵، ۲۱۸، ۳۵۸، ۴۰۴

(۱۱۹) ایضاً، ۲/ ۲۷

(۱۲۰) ایضاً، ۲/ ۱۲۷

(۱۲۱) ایضاً، ۳/ ۷۱

(۱۲۲) ایضاً، ۱/ ۲۸۶، ۲/ ۳۷، ۳۸، ۳۵۸، ۳۸۷، ۵۲۴، ۳/ ۳۴، ۷۷، ۷۸، ۸۸، ۲۲۴، ۲۴۶، ۳۴۲، ۳۵۸، ۳۶۰، ۴۶۴

(۱۲۳) ایضاً، ۱/ ۶۲، ۶۳، ۲/ ۱۳۳، ۲۰۷، ۲۲۵، ۲۲۶، ۴۱۲، ۳/ ۳۰۹، ۳۵۸

(۱۲۴) ایضاً، ۱/ ۶۲، ۱۱۶، ۲۶۶، ۲۷۸

(۱۲۵) ایضاً، ۱/ ۱۱۶، ۲۸۲، ۳۰۵، ۳۳۹، ۲/ ۶۱، ۶۲

(۱۲۶) ایضاً، ۱/ ۲۶۵

(۱۲۷) ایضاً، ۱/ ۳۱۰

(۱۲۸) ایضاً، ۲/ ۲۰

(۱۲۹) ایضاً، ۲/ ۳۸۱، ۴۳۹

(۱۳۰) ایضاً، ۲/ ۱۳۵

(۱۳۱) ایضاً، ۲/ ۳۲۵، ۳۷۶، ۳۹۱، ۴۷۷

(۱۳۲) ایضاً، ۱/ ۲۶۴، ۲/ ۳۷۶، ۴۰۷، ۳/ ۴۳۷، ۴۷۷

(۱۳۳) ایضاً، ۲/ ۱۲۸، ۳/ ۴۴۵

(۱۳۴) ایضاً، ۳/ ۲۸

(۱۳۵) ایضاً، ۱/ ۴۲۳، ۲/ ۲۲۵، ۳/ ۴۶۴

(۱۳۶) صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب مرجع النبی ﷺ من الأحزاب ومخرجه الی بنی قریظه، ۳/ ۵/ ۵۰؛ السیرة النبوية، ۳/ ۲۵۹؛ الطبقات الکبریٰ، ۱/ ۲۸۵؛ الطبری، محمد بن جریر (م ۳۱۰ھ)، تاریخ الامم والملوک، تحقیق: عبدأ علی مھنا، مؤسسة الأعلمی للمطبوعات بیروت، لبنان، ۱۴۱۸ھ۔۱۹۹۸ء، ۲/ ۴۲۹

(۱۳۷) صحیح مسلم، کتاب الجهاد والسیر، ۷۸۶ (۴۶۰۲)

(۱۳۸) المواهب اللدنية، ۱/ ۲۴۸، ۲۴۹

(۱۳۹) صحیح بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، ۸۵۰ (۳۴۴۷)

(۱۴۰) علامہ ابن الجوزی نے اس حدیث کے متعلق کہا ہے کہ یہ درست نہیں۔ دیکھیے کتاب الموضوعات، ۲/ ۴۱۴

(۱۴۱) المواهب اللدنية، ۳/ ۴۳۹

(۱۴۲) صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب زیارة القبور، ۲۰۵ (۱۲۸۳)

(۱۴۳) صحیح بخاری، کتاب الفتن، باب الفتنة التی تموج کموج البحر، ۱۲۲۴ (۷۰۹۷)

(۱۴۴) المواهب اللدنية، ۲/ ۱۰۴

(۱۴۵) سنن ابوداؤد، کتاب الاطعمة، باب ماجاء فی الأکل متکئًا،۳/۳۴۷(۳۷۷۰)

(۱۴۶) المصنف(ابن ابی شیبه)، کتاب الاطعمة، باب من کان یأکل متکئاً،۵/۱۳۹(۲۴۵۰۶)

(۱۴۷) المواهب اللدنية،۲/ ۱۳۸

(۱۴۸) جامع ترمذی، کتاب اللباس، باب ماجاء فی العمامه السوداء،۱۴/۴(۱۷۳۵)؛سنن ابوداؤد، کتاب اللباس، باب فی العمائم،۴/ ۵۳

(۱۴۹) صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب المغفر،۴/ ۷/ ۴۰

(۱۵۰) المواهب اللدنية،۲/ ۱۵۳

(۱۵۱) صحیح بخاری، کتاب بدء الخلق، باب مناقب الحسن والحسین،۲/ ۴/ ۲۱۷

(۱۵۲) ایضاً،۲/ ۴/ ۲۱۶

(۱۵۳) المواهب اللدنية، ۲/ ۵۳۴

(۱۵۴) صحیح بخاری، کتاب الصلوٰة، باب الرکعتین قبل الظهر،۱/ ۲/ ۵۴

(۱۵۵) ایضاً،۱/ ۲/ ۵۴

(۱۵۶) المواهب اللدنية،۳/ ۲۲۶

(۱۵۷) صحیح بخاری، کتاب الدعوات، باب رفع الایدی فی الدعا،۴/ ۷/ ۱۵۳،۱۵۴

(۱۵۸) صحیح بخاری، کتاب العیدین، ابواب الاستسقاء، باب رفع الامام یده فی الاستسقاء،۱/ ۲/ ۲۱

(۱۵۹) المواهب اللدنية،۳/ ۳۵۶

(۱۶۰) ایضاً /۱۴۵،۱۵۵،۱۷۶،۱۸۹،۲۲۰،۳۵۶،۴۰۵،۲ / ۱۳،۵۶،۶۵،۶۶،۱۰۴،۱۳۰،۱۳۸،۱۵۳،۱۸۱،۱۸۶،۱، ۲۳،۲۳۶،۲۵۳،۳۱۱، ۳۴۸، ۳۵۲، ۳۵۴، ۳۶۵،۳۶۸،۳۷۳،۳۹۳،۴۰۳،۴۱۹،۴۴۹،۵۳۴،۳ / ۳، ۱۲۹،۱۴۴،۱۵۰، ۱۵۱،۱۶۳،۱۹۰،۲۱۲، ۲۱۳،۲۱۹،۲۲۶، ۲۳۵، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۹۰ ، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۲۴،۳۵۶،۳۸۰،۴۳۹

(۱۶۱) علل الحدیث،۲/ ۲۸۴؛کشف الخفاء،۱/ ۱۵۸

(۱۶۲) کشف الخفاء،۱/ ۱۵۸؛سیوطی، عبدالرحمٰن بن ابی بکرجلال الدین (م۹۱۱ھ)، الدرالمنتشر ة فی ا لأحادیث المشتهرة، شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفیٰ البابی الحلبی واولاده بمصر،۱۳۸۰ھ-۱۹۶۰ء،۴۱

(۱۶۳) المواهب اللدنية،۲/ ۳۶،۳۷؛کشف الخفاء،۱/ ۱۵۸

(۱۶۴) سنن ابوداؤد، کتاب الاطعمة، باب فی اکل اللحم،۳/ ۳۴۹(۳۷۷۸)؛السنن الکبریٰ، کتاب الصداق، ۱۱/ ۱۰۴(۱۴۹۹۱)؛تنزیه الشریعة ۲/ ۲۴۸؛کتاب الموضوعات،۲/ ۲۰۴

(۱۶۵) سنن ابوداؤد، کتاب الاطعمة، باب فی اکل اللحم، ۳/۳۴۹(۳۷۷۸)

(۱۶۶) المواهب اللدنية، ۲/ ۱۳۰

(۱۶۷) صحيح مسلم، کتاب الصلوٰة، باب صلوٰة الليل ومن نام عنه او مرض، ۳/۶/۲۶

(۱۶۸) المواهب اللدنية، ۳/ ۱۹۹؛ المروزی، محمد بن نصر، ابوعبدالله (م ۲۹۴ھ)، قيام الليل وقيام رمضان و کتاب الوتر، المكتبة الأثريہ سانگلاہل ضلع شیخوپورہ، ۱۳۸۹ھ۔۱۹۶۹ء، ۸۴، ۸۵

(۱۶۹) أبويعلى الموصلی، أحمد بن علی (م ۳۰۷ھ)، المسند، تحقيق: عبدالقادرعطا، دارالكتب العلمية بيروت لبنان، ۱۹۹۸ء، ۳/ ۳۷۹ (۳۴۱۲)؛ ابن حجر، أحمد بن علی بن محمد العسقلانی، شهاب الدين (م ۸۵۲ھ)، المطالب العالية ، بزوائد المسانيد الثمانية ، تحقيق: حبيب الرحمٰن الأعظمی، اداره الشؤن الاسلامية ، كويت ۱۳۹۲ھ۔۱۹۷۳ء، ۳/ ۲۶۹ (۳۴۵۲)

(۱۷۰) صحيح مسلم، کتاب الفضائل، باب من فضائل موسیٰ، ۱۰۴۴ (۶۱۵۸)

(۱۷۱) المواهب اللدنية، ۱/ ۳۵، ۴۶۶، ۲/ ۶۹، ۱۲۸، ۱۶۸، ۴۰۲، ۵۴۲، ۳/ ۷۶، ۱۰۳، ۱۸۸، ۲۲۹، ۲۸۲، ۳۱۰، ۴۴۱

(۱۷۲) الطبری، محمد بن جرير، أبوجعفر (م ۳۱۰ھ)، جامع البيان عن تأويل آی القرآن، دارالفكر بيروت لبنان، ۱۴۰۸ھ۔۱۹۸۸ء، ۱۰/ ۱۷/ ۱۸۶ تا ۱۹۰؛ ابن ابی حاتم، عبدالرحمٰن بن محمد بن ادريس الرازی (م ۳۲۷ھ)، تفسير القرآن العظيم، تحقيق: أسعد محمد الطيب، مكتبة نزار مصطفیٰ الباز مكة المكرّمة ، الرياض، ۱۴۱۷ھ۔۱۹۹۷ء، ۸/ ۲۵۰۰ تا ۲۵۰۳؛ السيوطی، عبدالرحمٰن بن ابی بکر، جلال الدين (م ۹۱۱ھ)، الدرالمنثورفی تفسير المأثور، دارالكتب العلمية بيروت لبنان ۱۴۱۱ھ۔۱۹۹۰ء، ۴/ ۲۶۲ تا ۲۶۴؛ الزمخشری، محمود بن عمر جارالله الزمخشری، الخوارزمی أبوالقاسم (م ۵۳۸ھ)، الكشاف عن حقائق التنزيل وعيون الأقاويل ، دارالفكر للطباعة والنشر والتوزيع، ۲/ ۱۹؛ الواحدی، علی بن احمد الواحدی النيسابوری، أبوالحسن (م ۴۶۸ھ)، أسباب النزول، دارنشرالكتب الاسلامية، لاہور پاکستان، ۱۳۷۹ھ۔۱۹۵۹ء، ۱۷۸؛ الواحدی، علی بن أحمد، ابوالحسن النيسابوری (م ۴۶۸ھ)، الوسيط فی تفسير القرآن المجيد، تحقيق: شيخ عادل احمد عبدالموجود وعلی محمد معوض، دارالكتب العلمية بيروت لبنان، ۱۴۱۵ھ۔۱۹۹۴ء، ۲/ ۴۷۶؛ الجصاص ، أحمد بن علی الرازی ، أحكام القرآن، تحقيق: محمد الصادق قمحاوی، داراحياء التراث العربی بيروت لبنان، ۱۴۱۲ھ۔۱۹۹۲ء، ۵/ ۱۸۴؛ السيوطی، عبدالرحمٰن بن أبی بکر، جلال الدين (م ۹۱۱ھ)، لباب النقول فی أسباب النزول، مطبعة مصطفیٰ البابی الحلبی واولاده بمصر قاهره، ۱۳۷۳ھ۔۱۹۵۴ء، ۱۵۲

(۱۷۳) الرازی، محمد الرازی فخرالدين ابن العلامة ضياء الدين عمر (م ۶۰۴ھ)، مفاتيح الغيب، دارالفكر للطباعة والنشر والتوزيع، ۱۴۱۵ھ۔۱۹۹۵ء، ۱۲/ ۵۱ ؛ ابن ابی حاتم، عبدالرحمٰن بن محمد بن ادريس الرازی (م ۳۲۷ھ)، تفسير القرآن العظيم، تحقيق: أسعد محمد الطيب، مكتبة نزار مصطفیٰ الباز مكة المكرّمة ، الرياض، ۱۴۱۷ھ۔۱۹۹۷ء، ۳/ ۲۵۳؛

ابن العربی، محمد بن عبداللہ، أبوبکر (م۵۴۳ھ)، أحکام القرآن، تحقیق: محمد عبدالقادر عطاء، دارالفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع، دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان، ۱۴۰۸ھ۔۱۹۸۸ء، ۳/ ۳۰۲ تا ۳۰۵؛ ابن عادل الدمشقی، عمر بن علی بن عادل الدمشقی الحنبلی، ابوحفص (م۸۸۰ھ)، اللباب فی علوم الکتاب، دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان، ۱۴۱۹ھ۔۱۹۹۸ء، ۱۴/ ۱۱۸؛ الشوکانی، محمد بن علی بن محمد (م۱۲۵۰ھ)، فتح القدیر الجامع بین فنی الروایۃ والدرایۃ من علم التفسیر، داراحیاء التراث العربی، ۱۴۱۸ھ۔۱۹۹۸ء، ۳/ ۴۹۴، ۴۹۵؛ الشنقیطی، محمد بن الحسین بن محمد بن المختار الجکنی الشنقیطی (م۱۳۹۳ھ)، اضواء البیان فی ایضاح القرآن، دارالفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع، ۱۴۱۵ھ۔۱۹۹۵ء، ۵/ ۲۸۸؛ القنوجی، صدیق بن حسن بن علی الحسین القنوجی البخاری (م۱۳۰۷ھ)، فتح البیان فی مقاصد القرآن، المکتبۃ العصریۃ، صیدا بیروت، ۱۴۱۲ھ۔۱۹۹۲ء، ۲/ ۲۶۹؛ ابن الجوزی، عبدالرحمٰن بن علی بن محمد، جمال الدین أبوالفرج (م۵۹۷ھ)، زاد المسیر فی علم التفسیر، تحقیق: أحمد شمس الدین، دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان، ۱۴۱۴ھ۔۱۹۹۴ء، ۵/ ۳۲۲؛ ابوحیان، محمد بن یوسف الاندلسی (م۷۵۴ھ)، البحر المحیط فی التفسیر، دارالفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع، ۱۴۱۲ھ۔۱۹۹۲ء، ۷/ ۵۲۶؛ الخطیب الشربینی، محمد بن أحمد، المصری (م۹۷۷ھ)، السراج المنیر فی الاعانۃ علی معرفۃ بعض معانی کلام ربنا الحکیم الخبیر، تحقیق: ابراھیم شمس الدین، دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان، ۱۴۲۵ھ۔۲۰۰۴ء، ۲/ ۶۲۰؛ ابوالسعود، محمد بن محمد بن مصطفیٰ العمادی الحنفی (م۹۸۲ھ)، ارشاد العقل السلیم الی مزایاالکتاب الکریم، دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان، ۱۴۱۹ھ۔۱۹۹۹ء، ۴/ ۳۹۰

(۱۷۴) المواھب اللدنیۃ، ۱/ ۱۳۱

(۱۷۵) کشف الخفاء، ۱/ ۳۰۶؛ المقاصد الحسنۃ، ۱۸۷؛ الاسرار المرفوعۃ، ۱۶۰

(۱۷۶) المواھب اللدنیۃ، ۲/ ۲۲۶

(۱۷۷) اللآلی ء المنثورہ، ۱۸۸؛ المداوی، ۶/ ۲۹۲؛ علامہ شوکانی کے مطابق: اس کی سند میں ہیثم بن شداخ مجہول ہے۔ عقیلی نے اسے ابوھریرۃؓ سے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ اس کی سند میں سلیمان بن ابی عبداللہ مجہول ہے اور یہ حدیث غیر محفوظ ہے۔ دیکھئے الفوائد المجموعۃ، ۹۸

(۱۷۸) المواھب اللدنیۃ، ۳/ ۲۹۸

(۱۷۹) اللآلی ء المنثورہ، ۶۶؛ مسندالشھاب، ۱/ ۱۱۹؛ تذکرۃ الموضوعات، ۱۸۸؛ کشف الخفاء، ۲/ ۳۲۴

(۱۸۰) المواھب اللدنیۃ، ۲/ ۲۱

(۱۸۱) ایضاً، ۲/ ۲۱

(۱۸۲) سنن ابوداؤد، کتاب الادب، باب فی الھدی، ۳/ ۳۳۶ (۵۱۳۰)؛ المقاصد الحسنۃ، ۲۱۶؛ کشف الخفاء، ۱/

۳۴۳؛ الاسرار المرفوعۃ،۱۷۸ ؛ الدرر المنتثرہ ، ۱۷ ؛ الفوائد المجموعۃ،۲۵۵؛اسنی المطالب،۱۲۵؛بعض محدثین نے اس حدیث کوموضوع قراردیا ہے لیکن حافظ صلاح الدین العلائی کہتے ہیں کہ یہ ضعیف حدیث ہے موضوع نہیں۔دیکھیے محمد شمس الحق العظیم أبي الطیب آبادی، عون المعبود شرح سنن ابی داؤد، تحقیق: عبدالرحمٰن محمد عثمان ،المطبع الانصاری الازل فی حفظ الباری دھلی، ب۔ت،کتاب الادب،باب فی الهدی،۱۴/ ۳۹(۵۱۰۸)

(۱۸۳) المواهب اللدنية،۲/۳۱

(۱۸۴) ایضاً،۲/۳۱

(۱۸۵) مسند احمد، ۱/ ۱۵۳(۷۳۰)؛انساب الاشراف،۲/ ۲۴۹؛مسند البزار،۲/۲۴۵(۴۴۶،روایت علی بن ابی طالب)

(۱۸۶) المواهب اللدنية،۳/۳۹۷

(۱۸۷) المواهب اللدنية،۳/ ۳۹۷،نیز دیکھیے ابن القیسرانی، محمد بن طاہر المقدسی، أبوالفضل(م۵۰۷ھ)، معرفة التذکرة فی الأحاديث الموضوعة،تحقیق: شیخ عمادالدین احمد،مؤسسة الکتب الثقافیة،۱۴۰۶ھ۔۱۹۸۵ء،۱۸۲

(۱۸۸) دلائل النبوة(بیہقی)۶/۷۰؛العلل المتناهية ۱/ ۱۸۲؛الشفاء۱/ ۸۸

(۱۸۹) المواهب اللدنية ۲/ ۷۶۔حسین بن علوان کومحدثین نے متروک اور واضع کہا ہے۔الحاکم ،محمد بن عبداللہ بن محمد بن حمدویہ النیسابوری، أبوعبداللہ(م ۴۰۵ھ)،المدخل الی الصحیح،تحقیق: ربیع بن ھادی عمیرالمدخلی،مؤسسة الرسالة، ب۔ت، ۱۲۹؛ابن الجوزی، عبدالرحمٰن بن علی بن محمد ابن الجوزی، أبوالفرج (م ۵۹۷ھ) ، کتاب الضعفاء والمتروکین،تحقیق: أبوالفدا عبداللہ القاضی، دارالکتب العلمیة بیروت لبنان، ۱۴۰۶ھ۔ ۱۹۸۶ء، ۱/ ۲۱۵(۸۹۸)؛ عبدالعزیز عزالدین السیروان، المجموع فی الضعفاء والمتروکین، دارالقلم بیروت لبنان، ۱۴۰۵ھ۔۱۹۸۵ء،۳۰۳(۱۹۲)

(۱۹۰) المواهب اللدنية،۲ / ۷، ۹، ۲۱، ۳۱، ۵۶، ۶۱، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۱۲۷، ۱۳۲، ۱۳۸، ۱۵۰، ۱۷۱، ۲۳۰، ۲۴۱، ۴۰۲، ۴۳۰، ۴۸۴، ۳ / ۴۳، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۱۱۴، ۱۴۵، ۱۷۰، ۱۷۴، ۱۷۷، ۱۷۸، ۲۰۸، ۲۲۲، ۲۴۸، ۲۸۴، ۲۹۹، ۳۰۱، ۳۴۴، ۳۴۹، ۳۸۱، ۳۸۳، ۳۹۷، ۴۰۱، ۴۷۵

(۱۹۱) المواهب اللدنية ،۱/ ۳۳

(۱۹۲) ایضاً،۱/۳۹

(۱۹۳) ایضاً،۱/ ۶۰، ۷۹

(۱۹۴) سیرت النبی ﷺ،۳/ ۴۱۴، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۲۱، ۴۲۲

(۱۹۵) المعجم الاوسط،۱۰/۹۲۴۳

(۱۹۶) المواهب اللدنية،۱/ ۱۶۵، نیز دیکھئے کتاب الضعفاء والمتروکین (ابن الجوزی)،۲/۶۴(۱۷۳۵)؛ المجموع فی الضعفاء، ۱۳۷(۳۱۶)؛ البخاری، محمد بن اسماعیل (م۲۵۶ھ)، کتاب الضعفاء الصغیر، تحقیق: بوران الضناروتی، عالم الکتب،۱۴۰۴ھ-۱۹۸۴ء،۱۲۵(۱۷۷)

(۱۹۷) الطبرانی،سلیمان بن احمد، أبوالقاسم (م۳۶۰ھ)، المعجم الکبیر، تحقیق: حمدی عبدالمجید السّلفی، وزارتِ الاوقاف والشؤون الدینیۃ احیاء التراث الاسلامی، ۱۴۰۶ھ-۱۹۸۶ء، ۶/ ۲۰۵(۶۰۲۰)

(۱۹۸) المواهب اللدنية،۱/ ۴۲۳، نیز دیکھئے کتاب الضعفاء والمتروکین (ابن الجوزی)،۲/۶۱(۱۸۵۹)

(۱۹۹) ابن ماجہ، محمد بن یزید الربعی القزوینی(م ۲۷۳ھ)،السنن،دارالسلام للنشر والتوزیع الریاض، ۱۴۲۰ھ-۱۹۹۹ء،کتاب الزهد، باب ذکر الموت،۶۲۰(۴۲۶۰)؛کشف الخفاء،۲/۱۳۶؛اللآلی ءالمنثورة،۱۳۹

(۲۰۰) المواهب اللدنیۃ،۲/ ۳۵؛نیز دیکھئے ابن عدی،عبداللہ بن عدی الجرجانی، أبوأحمد(م۳۵۶ھ)، الکامل فی ضعفاء الرجال، دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان، ۱۹۹۷ء،۲/ ۲۰۷؛الذهبی، محمد بن أحمد، شمس الدین أبوعبداللہ (م۷۴۸ھ)، میزان الاعتدال فی نقدالرجال، مطبعۃ السعادۃ بجوار محافظہ مصر لصاحبہا محمد اسماعیل، ۱۳۲۵ھ،۷/ ۳۳۵؛ابن حجر، أحمد بن علی العسقلانی، أبوالفضل(م۸۵۲ھ)، لسان المیزان، تحقیق : محمد عبدالرحمٰن المرعیشی، داراحیاء التراث العربی، بیروت لبنان-۱۹۹۶ء،۴/۱۵۷(۴۸۴۶)

(۲۰۱) کشف الخفاء،۲/ ۵۳؛الأسرارالمرفوعۃ،۲۴۴

(۲۰۲) المواهب اللدنية،۳/ ۱۰۳؛الأسرارالمرفوعۃ،۲۴۴

(۲۰۳) الحاکم، محمد بن عبداللہ المعروف بالحاکم النیسابوری، ابوعبداللہ(م۴۰۵ھ)، المستدرک علی الصحیحین، مطبعۃ مجلس دائرۃ المعارف النظامیۃ الکائنۃ فی الھند بحروسہ حیدرآباددکن لاہور،۱/ ۴۰۲

(۲۰۴) المواهب اللدنية،۳/۱۶۰

(۲۰۵) ایضاً،۳/۸۶نیز دیکھئے؛المدخل (حاکم)۱۳۵،۱۳۶؛کتاب الضعفاء والمتروکین ۸۷(۲۰۸)؛ کتاب الضعفاء والمتروکین (ابن الجوزی)، ۱/۲۶۷ (۱۱۶۸)؛ المجموع فی الضعفاء ،۳۰۷(۲۰۸)؛ کتاب المجروحین ،۱/۲۹۱؛ کتاب الضعفاء الصغیر ،۸۷(۱۱۰)

(۲۰۶) المعجم الاوسط،۷/۳۱۰(۶۵۹۶)؛المصنوع،۲۰۹؛الأسرارالمرفوعة،۱۱۰؛اللآلیء المصنوعة،۲/ ۲۳۴،۲۳۵؛کشف الخفاء،۷۵

(۲۰۷) المواهب اللدنية،۲/۱۳۱؛المدخل (حاکم)،۲۰۶،۲۰۷؛کتاب الموضوعات،۲/۲۱۹،۲۲۰؛کتاب الضعفاء والمتروکین (ابن الجوزی)،۲/ ۴۸(۲۹۲۸)المجموع فی الضعفاء،۳۶۴(۴۶۰)